

بسم الله الرحمن الرحيم
بسم الله الرحمن الرحيم

انتخاب

إِزَالَةُ الْخَفَاءِ

عن خلافة الخلفاء

تأليف

شاه ولی اللہ محدث دھلوی

مترجمہ

محمد عبد الشکور فاروقی مجددی

ترتیب و تحقیق

میر مراد علی خان

تعارف

یہ کتاب ازلۃ الْخَفَاء حضرات ”خلفاء راشدین“ کی سیرت اور تاریخ ہے۔ اور مصنف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بڑی محنت اور مشقتوں سے خلافت ثلاثہ کے حق پر ہونے کی اور فضیلت شیخین کی وکالت فرمائی ہے۔ یہ کتاب ۳ جلدیں پر مشتمل ہے میں نے ان میں سے اہم ترین روایتوں کا انتخاب کیا ہے اور پھر ان روایتوں کا تجزیہ کیا ہے اور تلاش کیا ہے کہ ہر روایتیں جن کا تذکرہ کیا گیا ہے اور دیگر معتبر کتابوں میں کہاں، کہاں مذکور ہیں۔ اور جہاں بھی موقعہ میسر ہوا وہاں میں نے اپنی استطاعت کے موافق تبصرہ بھی کیا ہے۔

مترجم عبد الشکور جن سے اہل علم حضرات اچھی طرح واقف ہیں مناقب جناب امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا ترجمہ کرتے وقت جو پرده پوشی کرنے کی ناکام کا شک کی ہے وہ بھی بظاہر ہے۔ ابتداء میں یہ کتاب ۱۲۸۶ھ میں مشی جمال الدین خاں مدارالمہماں ریاست بھوپال نے چھپوائی تھی۔ اب اس کی دوبارہ اشاعت عمل میں آئی ہے۔

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نام نامی اصلی قطب الدین تھا عرف ولی اللہ تھا اور ان کے فرزند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جن کی مشہور کتاب ”تحنہ اشناعیش“ اور ہے۔ شاہ ولی اللہ بر صغیر ہند میں اجلیس مشائخ اور علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ کا سلسلہ نسب پدری حضرت عمران خطاب تک پہنچتا ہے۔ چنانچہ اسی بناء پر شاہ صاحب کی تمام توجہ حضرت عمر کی خلافت پر مرکوز رہی۔ شاہ ولی اللہ کا انتقال بعمر باسٹھ سال (۲۲) ۱۷۱۰ھ میں ہوا اور میں دفن ہوئے۔

ازالۃ الْخَفَاء کتاب کی اشاعت قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی پاکستان میں ہوئی ہے۔

خادم

میر مراد علی خان

WARNING

Copyright & Printing: All rights of these Books DVDs are reserved with Imamia Organization Pakistan, Peshawar Region Only.

Reproduction of these DVDs or copy & sale is illegal & is an offence under section 66, 66-B of copyright ordinance 1962, which is punishable imprisonment of Three years or fine of Rupees One Lac or both.

*Islamic Digital
Library*
More than
350 Books Available

Imamia Organization

Pakistan

Peshawar Region

Cell: 03435511505

بسم سبحانہ و بذکر ولیہ

جلد اول

صحابہ کی توجہ آنحضرت ﷺ کے دفن سے بھی پہلے خلیفہ کے تعین و تقریک طرف مائل ہوئی۔ ص ۷۱

مجملہ شروط (استحقاق) خلافت کی ایک شرط یہ کہ صلح یا جنگ میں خلیفہ شجاع ہو۔ ص ۲۰

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قاضی تین قسم کے ہیں ان میں سے ایک مستحق جنت ہے اور دو سراسرا جنہیں۔ مستحق جنت وہ قاضی ہے جو حق کو دریافت کرے اور اُسی کے موافق حکم دے۔ اور سراسرا جنہیں وہ ہے جو حق جانتا ہو، لیکن وہ فیصلہ خلاف حق دے، تیرسا وہ قاضی جو باوجود حق سے واقف نہ ہو، لیکن وہ فیصلہ کر دے۔ ص ۲۰
حضرت علیؑ کی خلافت چار طریقوں سے ثابت ہے۔ پہلی وجہ یہ کہ ان مہاجرین اور انصار کی بیعت کر لینے سے خلیفہ ہوئے جو مدینہ میں موجود تھے، اور دوسری وجہ شوری کے ذریعہ ہوا کیونکہ فاروقؑ کے بعد مشورہ اس پر قرار پایا تھا کہ خلیفہ یا عثمان ہوں یا حضرت علیؑ، جب عثمان نہ رہے تو حضرت علیؑ خلافت کے لئے معین ہو گئے۔ ص ۲۶

شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات پر نص فرمادی ہے کہ قیامت کے قریب امام مہدیؑ ”ظاہر“ ہوں گے اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک برق ہوں گے۔ ص ۲۷ تا ۲۸۔

رعایا پر خلیفہ کی اطاعت لازم ہے۔ مصالح اسلام کے متعلق خلیفہ جو کچھ حکم فرمائے اور (نیز اُس کا جو حکم) شرع کے مخالف نہ ہو (اُس کی بجا آوری) مسلمانوں پر لازم ہے خواہ خلیفہ عادل ہو یا ظالم۔ اور اگر لوگ مذہب کے فروعات میں مختلف ہوں اور خلیفہ کسی ایسی بات کا حکم دے جو اجتہادی ہے اور کتاب اور سنت مشہورہ اور اجماع سلف کے مخالف نہیں ہے اور نیز اس قیاس جلی کے مخالف نہیں ہے جو واضح الشبوت اصل پر مبنی ہے تو خلیفہ کی اُس بات کو سنتا اور اُس کے حکم کے موافق چنان لازم ہے اگرچہ (خلیفہ کا یہ حکم) اُس شخص کے مذہب کے موافق نہ ہو (جس کو خلیفہ نے حکم دیا ہے)۔ ص ۳۱

لوازم خلافت خاصہ کی ایک یہ ہے کہ خلیفہ مہاجرین اور لیں میں سے ہو۔ ان لوگوں میں سے ہو جو حدیبیہ میں (شریک) اور سورہ نور کے نزول کے وقت موجود تھے۔ ص ۳۳

عبداللہ ابن عمر احقر بہذا الامر منک من قاتلک و قاتل اباک علی الاسلام نے (اپنے ذہن میں) معاویہ ابن ابی سفیان سے یہ کہنے کے لئے تجویز کیا تھا کہ تم سے زیادہ خلافت کے لئے لاائق وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام پر مقابلہ کیا یعنی علی المرتضی۔ ص ۷۲

رسول اللہ ﷺ سے تلمیس اور تدليس کی نفی ہو چکی ہے۔ تلمیس اور تدليس ایسے مشتبہ الفاظ کا استعمال کرنا جن سے دوسرا شخص کو دھوکا ہو سکے۔ ص ۴۹

فرمایا رسول اللہ ﷺ ولعلی بستان فی الجنۃ۔ یعنی حضرت علیؑ کے لئے ایک باغ جنت میں۔ ص ۵۰

یتجلی اللہ لعبادہ فی الاخرة عامة و يتجلی لابی بکر خاصہ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے تمام بندوں پر عام تحریک کریا اور ابو بکر پر خاص تحریک کرے گا۔ ص ۵۲

۱۔ اس حدیث کو رد کیا ہے ابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۲۰ جو قال الخطیب و هذا باطل والمحمل فيه على أى حامد لم يكن ثقة؛ ابن حبان اپنے کتاب الحجر و عین حاص ۱۱۵ ص ۱۱۵، ابن جوزی المجموعات ج اص ۳۰۲ تا ص ۱۳۰ اس حدیث کو مختلف طریقوں سے نقل کر کے ہر کو رد کیا اور آخر میں لکھا هذا الحديث لا یصح من جميع طرقہ؛ ذہبی نے میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۲۳ حالات احمد بن محمد اس حدیث کا ذیل میں متذوک لکھا ہے۔ مراد

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: لو مة لائم و ان تؤمروا علیا ولا ارا کم فاعلین تجدوه هادیا مهیدیا یاخذ بکم الطريق المستقیم کا گرتم علی کو اپنا امیر بناؤ گے تو تم ان کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم کو سیدھی راہ پر لے چلیں گے اگرچہ تم علی کو خلیفہ بنانے والے نہیں ہو) (مسند احمد

ج ۱ ص ۱۰۹؛ مجمع الروائد الہیشمی ج ۵ ص ۲۶۱؛ کنز العمال ج ۵ ص ۲۹۹۔ ص ۵۷

سئل عائشہ من کان رسول اللہ ﷺ مستخلفاً لو استخلفه؟ قالت ابو بکر فقیل ثم من بعد ابو بکر قال عمر قیل من بعد عمر قالت ابو عبیدہ۔ عائشہ سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ ﷺ خود کی خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟، عائشہ نے کہا ابو بکر کو پھر پوچھا گیا کہ ابو بکر بعد کس کو بناتے عائشہ نے کہا عمر پھر پوچھا گیا کہ عمر کے بعد کس کو بناتے عائشہ نے ابو عبیدہ کو (فضائل الصحابة امام احمدص ۳۰؛ صحیح مسلم باب کتاب فضائل ابو بکر) ص ۱۱۰؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۵۳ سلسلہ ۳۶۷-۵۱)۔ ص ۵۷

فرمایا رسول اللہ ﷺ من كنت مولاً فعلی مولاً اخرجه جماعة۔ ص ۵۸

رسول اللہ ﷺ کا برتاو کرنا خلفاءٰ کے ساتھ۔ ابو بکر کو قبیلہ عرب و بن عوف کی طرف جانے کے واقعہ میں نماز کی امامت تفویض کرنا، جنگ تبوک میں مسلمانوں کی فوجیں شہر سے باہر آگئیں تو ابو بکر کو نوح کا جائزہ لینے اور نماز کی امامت کرنا آخزمیں میں، ہجرت کے نویں سال امیر اجھ مقرر کرنا اور کئی غزوہات میں بھیجننا۔ اور مسلمانوں کے کاموں میں مشورہ لینا، عمر ابن خطاب کو بعض غزوہات میں ان کو امیر بنانا، اور مدینہ میں صدقات کا عامل بنانا، اور عثمان کے لئے صلح حدیبیہ کے وقت ان کو اہل مکہ کی طرف بھیجننا، اور حضرت علیؓ مرضی کو یمن کا حاکم مقرر کرنا اور ان کے لئے یہ دعا کرنا کہ فیصلہ کرنا ان پر آسان ہو جائے۔

ص ۵۸

مشائخ ثلاثہ سے مراد ابو بکر، عمر اور عثمان، اور شیخین کا لفظ کتب سیر و تاریخ وغیرہ میں آئے تو ابو بکر اور عمر، اور جب یہ لفظ کتب اصول حدیث میں ہوں تو اس سے بخاری اور مسلم ہوتے ہیں اور جب کتب فقه حنفی میں ہوں تو ابوحنیفہ اور ابو یوسف ہوتے ہیں۔ ص ۵۹ (حاشیہ)

خرج الدارمی عن عبد الله ابن ابی یزید قال کان ابن عباس اذا سُئِل عن الامر فكان في القرآن اخبر به وان لم يكن في القرآن و كان عن رسول اللہ ﷺ اخبر به فان لم يكن فعد ابی بکر و عمر فان لم يكن قال فيه بایہ، ابن عباس سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو وہ مسئلہ اگر قرآن میں ہوتا تو وہ قرآن سے بتاتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا تو بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہوتا تو اسی حدیث سے بتاتے اور اگر حدیث میں بھی نہ بتاتا تو وہ ابو بکر اور عمر کے قول سے بتاتے اور اگر ابو بکر اور عمر کے قول میں بھی نہ ہوتا تو اپنی رائے سے بتاتے۔ تابعین اور تبع تابعین کے طبق کے مجتہدین بھی اس اصل کے قائل ہیں کہ خلفاء راشدین کا قول جحت ہے اور ارباب مذاہب اربعہ بھی اسی طرف گئے۔ ص ۲۲

قال الشافعی ما كان الكتاب و السنة موجود بين فالعذر عند من سمعها مقطوع الا باتباعهما فإذا لم يكن ذلك صرنا الى اقاويل اصحاب النبي ﷺ او واحدهم ثم قال قول الایمۃ ابی بکر و عمر و عثمان امام شافعی نے فرمایا کہ جب ہم تقلید کی طرف رجوع کریں تو ہم کو ائمہ یعنی ابو بکر اور عمر اور عثمان کا قول محبوب تر ہے۔ مترجم لکھتے ہیں کہ امام شافعی نے حضرت علیؓ کا نام اس لئے نہیں لیا کہ حضرت علیؓ پر افترا ابہت ہوا ہے ان کے صحیح اقوال کا دستیاب ہونا مشکل ہے لہذا ان کا ذکر بے سود ہے۔ ص ۶۳

من جملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ ایسا شخص ہو جو اپنے عہد، میں تمام امت سے افضل ہو۔ عقلًا و نقلًا۔ ص ۶۴

یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ سیدا کھول اہل الجنۃ ابو بکر اور عمر پیر ان جنت کے سردار ہیں اے ص ۶۷

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ : من استعمل رجالاً من عصابة وفى هذه العصابة من هو ارضى لله منه فقد خان الله و كان رسوله و كان المؤمنين۔ ابن عباس سے مردی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے جماعت میں کسی شخص کو عامل بنایا در انحال کیہ اس جماعت میں ایسا شخص موجود ہو جو اللہ کو اس (پہلے شخص) سے زیادہ پسندیدہ ہو تو اس نے اللہ کی خیانت کی اور رسول اللہ ﷺ کی خیانت کی اور مومنین کی خیانت کی۔ ص

۲۶

تفقہ میں بیعت ابو بکر کے وقت جب عمر ابو عبیدہ کے پاس بیعت کے لئے گئے تو ابو عبیدہ نے کہاتونی و فیکم ثالث ثلاثة تم ثالث ثلاثة کے ہوتے

ہوئے میرے پاس آتے ہو۔ ص ۲۸

وَعْدُ اللَّهِ الَّذِينَ امْنَوْا - سورة النور ۵۵۔ سے مراد وقت نزول سورہ نور کے مسلمان ہیں تو یہ واضح ہو گیا کہ معاویہ اور دوسرا غفاری نبی امیہ اور غفاری نبی عباس اس آیت کے وعدہ سے خارج ہیں۔ ص ۸۷

سہل بن ابی حشمت سے روایت ہے کہ حضرت علی نے ایک اعرابی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچوایا اور سوال کروایا کہ: ہم آپ کے بعد زکوٰۃ کس کو دیں آپ نے ارشاد فرمایا ابو بکر کو۔ حضرت علیؓ نے اس اعرابی سے پوچھا جاؤ پوچھو ابو بکر کے بعد کس کو دینا۔ وہ اعرابی پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس اور سوال کیا ابو بکر بعد کس کو تو آپؓ نے فرمایا عمر کو۔ حضرت علیؓ اعرابی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ پوچھنے کے لئے بیجا کہ عمر کے بعد کس کو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عثمان کو۔ پھر حضرت علیؓ نے اس اعرابی کو روانہ کیا اور پہنچوایا کے عثمان کے بعد کس کو؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تموت فمت کہ اس کے بعد دنیا رہنے کے قابل نہیں رہے گی تو بھی مر جانا۔ ص ۱۱۵ تا ۱۱۶

۱۔ اس حدیث کا ذکر ابن حوزی نے اپنی کتاب المجموعات ج اص ۳۹۸ میں کیا ہے؛ اس کا روای عبد الرحمن بن مالک جس کے بارے ذہبی میزان الاعتدال ج ۲۴ ص ۵۸۵ میں لکھتے ہیں کہ یہ ضعیف الحدیث، متروک، کاذب وغیرہ اور دوسرا ادی یوس بن ابی اسحاق ہے جس کا ذکر طبقات المحدثین سلسلہ ص ۲۶ ص ۳ کی فہرست میں ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث کی روشنی ہے اس حدیث سے جب کا یہ ضعیف نے رسول اکرم سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ آپؓ میرے لئے جنت کے لئے دعا بیجئے تو آپؓ نے فرمایا کہ بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی تو وہ رونے گئی تو آپؓ نے سورہ واقعہ کی آیت: ﴿إِنَّ اَنْشَأْنَاهُنَّ اَبْكَارًا عَرَبًا تَرَابًا﴾ کا حوالہ دیا۔ روی اُن النبی ﷺ کان اُفکه الناس۔ قالت له عجوز من الأنصار: يا رسول الله أدع لي بالجنة لا يدخلها عجوز۔ فبكـت المرأة وضحك النبي ﷺ وقال: أما سمعت قول الله تعالى: ﴿إِنَّ اَنْشَأْنَاهُنَّ اَبْكَارًا عَرَبًا تَرَابًا﴾۔ (مراد)

۲۔ یہ حدیث نقل کی گئی ہے المصنف ابن ابی شیبۃ الكوفی ج ۸۸ ص ۵۷۳ میں۔ اس کا روای اسماۃ بن زید بن سلیمان۔ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۵۸۸ سلسلہ ۲۲۳۵ اس کے لئے لکھا ہے کہ: کان کثیر التدلیس، عن سفیان ثوری بلا إسناد۔

ابن حبان اپنی کتاب الحروفین ج اص ۲۲ کھنچتے ہیں کثیر الحدیث یدلس تو فی امورہ طبقات المحدثین ابن حجر سلسلہ ص ۲۳ ص ۳۳ میں ان کا نام لکھا گیا ہے۔ مراد مجمع الرواائد الہیشمی ج ۵ ص ۱۷۶ اکھار وہ طبرانی و فیہ الفضل بن المختار وہو ضعیف، اس کے روایوں میں مسلم بن میمون ہے میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۷ سلسلہ ۳۳۸۱ ضعیف لکھا ہے؛ دوسرا روای خالد بن عمر میزان ج اص ۶۳۶ سلسلہ ۷، ۲۲۳، منکر یضع الحدیث ہے۔ مراد

آنحضرت ﷺ انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالدین من بعدی واشار الی ابی بکر و عمر نے فرمایا اقتدا کرو میرے بعد ان دونوں کی اور آپ نے ابو مکرا و عمر کی طرف اشارہ کیا۔ مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۸۵ و موسیٰ روایت ہے مسند احمد ج ۵ ص ۳۹۹۔ [۱۲۰ ص]

اس حدیث کو دو سلسلوں سے ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے سلسلہ میں وکیع، سفیان، عبد الملک بن عییر، ریچی بن خراش اور حذیفہ۔ دوسرے سلسلہ ہے محمد بن عبید، سالم المرادی، عمرو بن ہرم الازدی، ریچی بن خراش، حذیفہ۔ پہلے سلسلہ میں سب سے پہلے وکیع ہے:-

وکیع بن الجراح: فن حدیث کے ارکان میں شمار کئے جاتے ہیں اور ابو حنیفہ کے خاص شاگرد تھے اکثر مسائل میں انبیٰ کی تقلید کرتے تھے۔ تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۱۳۰، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۳۵ میں مذکور ہے کہ ۵۰۰ سے زائد احادیث میں انہوں نے غلطیاں کئی ہیں یہ قول احمد بن حنبل کا ہے اخطاً و کیع فی خمسمانہ حدیث۔ ابن محمدی کہتے ہیں کہ انہوں نے اکثر روایتوں میں غلطیاں کی ہیں۔ علی ابن عثمان کہتے ہیں احمد بن حنبل نے کہا کہ اس نے اہل صادق کے بارے میں جھوٹ کہا، اور یہ جھوٹ تھے من کذب باہل الصدق فهو الكذاب۔ ایسا ہی ابن عساکر نے تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۳۲۸ طبع دارالكتب العلمیہ بیروت۔ المستفاد ابن النجاش بعدها متوں ج ۲۳ ص ۲۳۴ طبع دارالكتب العلمیہ بیروت۔ میزان الاعتدال متوں ج ۲۳ ص ۲۳۵ طبع دارالكتب العلمیہ بیروت میں ہے۔ وکیع اکثر حدیثوں میں ان روایوں کا نام نہیں بتلاتے تھے جن سے انہوں نے حدیث لی ہے جس سے سعین کو اشتباہ ہوتا تھا۔ سیرۃ النعمان ص ۷۵ اعلامہ شبی نعماں طبع مدینہ پبلشگ کر اپنی۔ [۱۹۶ ص] میں وفات پائی۔

سفیان ثوری: سفیان ثوری کا مکمل نام ابو بکر بن محمد بن مسلم سفیان بن سعید الکوفی ابو عبد الله بن مسروق متوں ج ۲۲ ص ۱۱۷ میزان الاعتدال میں ذہبی نے ان کے بارے میں لکھا کہ ان کا مکمل نام سفیان بن سعید بن مسروق ہے اور اس طرح ان کا تعارف کرایا ہے کہ کان یدلس عن الضعفاء، اور پھر لکھتا ہے کہ یدلس و یکتب عن الکاذابین! یہ جعل ساز تھا اور اضفقاء میں شمار ہوتا تھا، اور جھوٹ لکھنے والوں میں تھا۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۱۲۹ سلسلہ نمبر ۳۲۲ طبع دارالگریہ بیروت۔

قال ابن المبارک حدث سفیان بحدیث جنتہ و هو یدلسه فلامارانی استحی و قال نرویہ عنک.

ابن مبارک کہتے ہیں کہ ایک دن سفیان ایک روایت میں خود روکر ہاتھ دفتہ مجھے دیکھا تو شرما گیا کہنے لگا میں اس حدیث کو آپ کی طرف منسوب کرتا ہوں۔

فریانی راوی ہیں کہ سفیان ثوری یہ کہتے تھے کہ ہم نے جس طرح حدیث کو سنا اور اسی طرح بیان کریں یا کرنا چاہیں تو ایک حدیث بھی بیان نہیں کر سکتے۔ تذکرہ الحفاظ جلد اول ص ۷۳ (اردو) طبع اسلامک پبلشگ ہاؤس لاہور۔

ابن معین کا قول کہ سفیان کی روایتیں مثل ہو کے ہیں۔ تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۳۰۰ میں جمع عقولانی طبع دارالگریہ بیروت لبنان۔

عبدالملک بن عییر۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۶۰ سلسلہ ۵۲۳ میں ذہبی لکھتے ہیں: قال ابو حاتم ليس بحفظه، تغیر حفظه، احمد کہتے ہیں: ضعیف، أنه ضعفه بغلط، متوں ج ۱۲ ص ۱۱۷۔

دوسری سلسلے میں محمد بن عبید: میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۳۹ سلسلہ ۷۹۲ میں ذہبی لکھتے ہیں ارسل حدیثا لا یعرف۔

عمرو بن ہرم کے بارے میں میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۹۱ سلسلہ ۲۳۶ میں ذہبی لکھتے ہیں۔ ضعفہ۔

ابن مسعود سے روایت کی گئی ہی کہ وہ کہتے ہیں کہ ابو بکر کہتے تھے کہ میں نبی ﷺ کے مجموعہ ہونے سے پہلے ایک مرتبہ یمن گیا اور وہاں ایک بوڑھے آدمی کے یہاں مہمان ہوا وہ عالم تھا اور کتب سماویہ پڑھا ہوا تھا اس کی عمر ۳۹۰ سال تھی۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں تم حرم کے رہنے والے ہو؟۔ میں نے کہا: ہاں۔ اُس نے پوچھا کیا تم قریشی ہو؟ میں نے کہا: ہاں، اُس نے پوچھا کیا قریضی ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ اُس نے پوچھا تم اپنا شکم دھلاویں نے پوچھا: کیوں؟۔ تو اُس نے جواب دیا: مجھے علم صادق سے یہ بات معلوم ہوئی ایک نبی حرم میں مجموعہ ہو گا اور ان کے کام میں ایک جوان (فتی) اور ادھیر عمر والا مددے گا۔ جب میں نے اپنا شکم اُس کا دکھایا تو اُس نے کہا: رب کعبہ کی قسم بس تم ہی ہو۔ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۳، اور اُسد الغابة ج ۳ ص ۷۰؛ ۲۰ ص ۷۷۔

تفسیر الشعالی ج ۱۶ ص ۳۱۹۔

ابو بکر نے بعد وفات رسول اللہ ﷺ زکوٰۃ ندینے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو عمر نے انہیں روکا اور کہا: بجائے قتل کے لوگوں کی تالیف قلب کیجئے، اس پر ابو بکر گڑے اور عمر سے کہا کہ: اجبار فی الجahلیة و خوار فی الاسلام (الدر المنشور ج ۳ ص ۲۳۱؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۹۳ سلسلہ ۳۵۶۱۵) تو جبار تھا در جہالت اور جب سے اسلام لایا ہے تو بزدل ہو گیا۔ ص ۲۳۹۔

بیعت ابو بکر کے بارے میں کئی متفاہ روایات ہیں۔ م ۲۴۰۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کے بارے میں: کتب اسماء الرجال میں مذکور ہے کہ تیجی بن سعیدقطان سے جو امام جرج و تعدل ہیں اور امام بخاری کے شیخ ہیں جعفر صادق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا فی نفسی منه شئ و مجالد احب الی منه یعنی میرا دل ان کی طرف صاف نہیں اور مجالد مجھے ان سے زیادہ پسند ہے۔ اور امام ابن سعد نے کہا جعفر کی روایت قابل اعتبار نہیں۔ مصعب زیری نے کہا ہے کہ امام مالک، جعفر کی روایت بغیر کسی دوسرے راوی کی موافقت کے نہ لیتے تھے۔ مگر جب تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ شیعوں کا انتساب ان کی طرف محسوس ایک بے بنیاد افترا ہے وہ ٹھیک ٹھیک اپنے آبائے کرام کی طرح پابند طریقہ اہل سنت و جماعت ہیں تو وہ سوء ظن دفع ہو گیا۔ اور ائمہ نے ان سے روایتیں لیں اُن کی توثیق کی چنانچہ ابن ابی حاتم نے کہا: نتفہ لا یسأّل عن مثله معتبر ایسے ہیں جس کی مثال نہیں۔ ابن عدی اور ابن معین نے کہا ہو من ثقات الناس یعنی وہ معتبر لوگوں میں سے ہیں۔ عمر و بن ابی المقدام کہتے ہیں کہت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انه من سلالۃ النبیین یعنی جب جعفر بن محمد کو کوئی دیکھتا تھا تو سمجھ لیتا تھا کہ وہ نبیوں کی نسل سے ہیں۔ ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے کہ میں نے اُن کی روایتوں کو جانچا تو جس قدر حدیثیں اُن سے معتبر راویوں نے نقل کی ہیں اُن میں ایک بھی خلاف نہ پائی۔ ساجی نے کہا کان صدو قا مامونا اذا حدث عنه الشفقات فحدیثه مستقیم یعنی جعفر رجیح بولنے والے اور قبل اعتماد واطمنان تھے، جب معتبر لوگ اُن سے کوئی روایت نقل کریں تو وہ روایت قابل وثوق ہوتی ہے۔ امام نسائی نے کہا تھا یعنی معتبر شخص ہیں۔ حتیٰ کہ جن ائمہ اربعہ جرج و تعدل نے اُن پر جرج کی تھی اُن میں سے اکثر نے تحقیق کے بعد اپنے قول سابق سے رجوع کیا چنانچہ تہذیب التہذیب میں دو جگہ لکھا ہے کہ تیجی بن سعیدقطان نے اُن سے روایت کی اور امام مالک کی نسبت لکھا کہ وہ امام مالک فرماتے تھے کہ میں بہت دنوں تک جعفر کے پاس جاتا آتا رہا۔ میں اُن کو یا تو نماز پڑھتے ہوئے یا تلاوت قرآن کرتے ہوئے یا روزہ رکھتے ہوئے پایا اور حدیث بغیر طہارت کے بیان نہ کرتے تھے۔

۱۔ اس روایت کے راویوں کے سلسلے میں تین نام قبل غور ہیں۔

نصر بن ابراهیم میزان الاعتدال میں ج ۳ ص ۹۰۲۳ سلسلہ ۲۲۹ میں مذکور ہے کہ لین الحدیث یہ حدیث میں غیر محتاط ہیں۔

دوسرے ہیں شعبہ بن یحییٰ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۷۳ سلسلہ ۰۱۰ لا یکتب حدیث۔ اس کی حدیث نہ لکھو۔

تیسرا منصور ہیں ان کے بارے میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۸۳ سلسلہ ۷۳، ۸۷، ۸۸، متهم بالکذب۔ اس پر جھوٹ ہونے کی تہمت ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ یخرج قوم فی آخر الزمان او فی هذه الامة يقرمون القرآن لا یجاوز تراقیهم او حلو قهم سیما هم التحلیق اذا رایتمو هم او القیتمو هم فاقتلو هم ابن ماجہ نے بروایت قادہ انس بن مالک سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگ آخر زمانہ میں اس امت میں نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ اُن کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا اُن کی علامت یہ ہے کہ اُن کے سر منڈے ہوئے ہوں گے جب اُن کو دیکھو تو اُن کو قتل کر دو۔ ص ۵۱۶

مرجیہ اور قدریہ کے بارے میں ابن ماجہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان مجوس هذه الامة المکذبون باقدار اللہ ان مرضوا فلا تعودو هم و ان ماتو فلا تشهدو هم و ان لقیتمو هم فلا تسلمو عليهم اس امت کے مجوس وہ لوگ ہیں جو اللہ کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہیں، اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو اُن کی عیادت کونہ جاؤ اور اگر مرجائیں تو تم اُن کی جنازہ کے ساتھ نہ جاؤ اور تم اُن کو راستہ میں ملوتو اُن کو سلام نہ کرو۔ اور ابن ماجہ نے بروایت عکرہ ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ صنفان من هذه الامة ليس لهم في السلام نصيب المرجعة والقدرة

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس امت میں دو گروہ ایسے ہیں کہ اُن کو سلام سے کوئی حصہ نہیں ہے وہ مرجیہ اور قدریہ ہیں۔ ص ۷۱۷

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ شراب پیئیں گے اور اُس کا نام دوسرا کھلیں گے (یہاں سے مصنف ازالۃ الخفاء لکھتے ہیں)۔ اور میں نے (یعنی مصنف نے) حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب تحریج احادیث رافعی میں لکھا ہے کہ انہوں نے عبد الرزاق نے معمراً سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص غناستہ کے اور عورتوں کے ساتھ لواطت کرنے کے بارے میں اہل مدینہ کے قول پر عمل کرے اور متعدد اور بیع صرف کے متعلق اہل مکہ کے قول پر عمل کرے اور نشہ والی چیز (کی حلّت) میں اہل کوفہ کے قول پر عمل کرے تو وہ اللہ کے بندوں میں سب سے بُرا ہوگا (اسی روایت کو نقل کیا گیا ہے ابن عساکر نج ۵۹ ص ۳۱۹؛ عون المعبود عظیم آبادی ج ۱۲ ص ۷۱۸)

صاحب بدایہ نے یہ لکھا کہ امام مالک کے نزدیک متعہ حلال ہے (حاشیہ ۵۱۹)

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جب پہلا فتنہ ہوا تو اُس میں سے جو بدر میں شریک تھے کوئی باقی نہیں رہا (یعنی جب عثمان قتل ہوئے) اور دوسرا فتنہ حدیبیہ میں سے کوئی نہیں رہا (یعنی واقعہ حرب)۔ (حالاً کمک عثمان بدر شریک نہیں ہوئے تھے اور قتل عثمان کے وقت کئی اکابر صحابہ جیسے حضرت علیؓ موجود تھے) ص ۵۲۳
رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: آگاہ رہو تم میرے بعد مصیبت میں بتلا ہو گے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا میرے دین کی سلامتی رہے گی۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں تمہارے دین کی سلامتی رہے گی۔ ص ۵۹۳

جمل۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حادثہ کی خبر دی ہے۔ حواب کے کتوں بھونکنا اور عاششہ کا سُن کریا کہنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا۔ (حاشیہ۔ یہ سب سے پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں میں باہم ہوئی دونوں طرف اکابر صحابہ تھے وہی فتنہ اگیز باغی تھیں نے عثمان کو شہید کیا تھا۔ طرفین سے ۳۳ ہزار مسلمان قتل ہوئے) ص ۵۹۳

یہ فتنہ (یعنی جمل) مدینہ طلحہ وزیر کے سبب ہوا۔ ص ۵۹۳

صفیین جب اہل شام نے مصحف اٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہی حکم ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تو قرآن ساکت ہے اور میں قرآن ناطق ہوں۔ ص ۵۹۲

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ مرتضیٰ کے قتل کو اشقی الآخرين کی ندمت سے یاد کیا ہے۔ ص ۵۹۵

علامہ ذہبی نے ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ کے خلاصہ میں نقل کیا ہے ”اما یزید یامر بقتل الحسین باتفاق اہل النقل (المنتقی من منهاج

الاعتدال ص ۲۷) آگے واقعہ حرمہ مدینہ کی تباہی مذکور ہے۔ ص ۵۹۶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں سے ہوں گی۔ آپ نے فرمایا جب بنی امیہ کی تعداد ۳۰۰ تک ہو جائے گی تو وہ اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کے مال کو بخشش اور اللہ کی کتاب کو کھیل بنا دیں گے،۔ بنی امیہ کے بارے میں مزید ص ۵۹۹ تا ۶۰۰۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم ایسے لوگ ہیں اللہ ہمارے لئے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔ میرے اہل بیت میرے بعد آزمائش اور مصیبت اور جلاوطنی میں بتلا ہوں گے۔ یہاں تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے حوالے حکومت ہو گی اور وہ دنیا کو انصاف سے بھر دیں گے۔ ص ۷۷

جلد دوم

سال عمر اپنے حصہ کم تصور المرأة عن الرجل فقالت ستة اشهر: حضرت عمر اپنی بیٹی خصہ سے پوچھا کہ عوت بغیر مرد کے کتنے دن صبر کر سکتی ہے۔ تو خصہ نے انہیں بتایا کہ چھ مہینہ۔ الدر المنشور ج ۱۵۸ ص ۱۸

عن عمر قال والله انی لا کرہ نفسی فی الجماع رجاء ان یخرج منی نسمة تسبح حضرت عمر نے فرمایا کہ میں جماع کے لئے اپنے نفس کو اس لئے مجبور کرتا ہوں کہ میرے منی کے قطرے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ (مترجم نے یہ ”لکھا کہ جو بچہ ہو جائے وہ اللہ کی تسبیح کیا کرے“۔ اسی کتاب کو جو محمد سعید ایڈنسن نے طبع کیا ہے اس کے مقصد اول ص ۲۳ میں ترجمہ یوں لکھا ہے: میں جماع کرنا پسند نہیں کرتا اس لئے کہ جماع کرنے سے میرے حسم سے وہ قطرات نہ نکل جائیں جو تسبیح کرتے ہیں۔ مراد)۔ الدر المنشور ج ۲۷ ص ۲؛ کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۸۶ سلسلہ ۲۵۵۸۶؛ اسنن الکبری البهیقی ج ۷ ص ۱۸۹۔

ایک شخص تھا جس کو صبیغ کہا جاتا تھا وہ جب مدینہ آیا اور اُس نے لوگوں سے قرآن کی تشابہات آیات کے بارے میں سوال کرنا شروع کیا۔ اُس کو عمر ابن خطاب نے ملا بھیجا اور اس کے لئے بھور کی چھڑیاں مہیا کر لی تھیں۔ جب وہ آیا تو اُس سے حضرت عمر نے پوچھا: تو کون ہے؟۔ تو اُس نے کہا: کہ میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ حضرت عمر نے کہا: میں اللہ کا بندہ عمر۔ اس کے بعد آپ نے ان چھڑیوں میں سے ایک لے کر اُس شخص کو مارنا شروع کیا یہاں تک اُس کے سر کو لہولہاں کر دیا۔ اُس نے کہا: بس امیر المؤمنین، بس کافی ہے اب وہ چیز نکل گئی جو میں اپنے سر میں پاتا تھا۔ ص ۲۹

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم عمر ابن خطاب کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا قرآن کے بارے میں کہ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ عمر خطاب نے اُس شخص کے کپڑوں کوٹھی سے پکڑ کر حضرت علیؓ کے پاس لے آئے۔ اور حضرت عمر نے کہا: اے ابو الحسن۔ یہ مجھ سے پوچھتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ ص ۳۰

کنتم خیر امة سے مراد ابتدائے زمانہ اسلام کے لوگ ہیں آخر زمانہ والے اصحاب نہیں۔ اگر تمام اصحاب مراد ہوتے تو اللہ فرماتا انتم خیر امة۔ یہاں کنتم سے مراد اصحاب محمد ﷺ کے خواص سے متعلق ہے۔ ص ۲۱

عمر ابن خطاب نے فرمایا قال عمر لا تغالوا فی مهور النساء فقالت امراة ليس لك ذلك يا عمر ان الله يقول واتيتم احدهن فنظرارا من ذهب قال و كذلك في قراءة ابن مسعود فقال عمر ان امراة خاصمت عمر فخصمته كعورتوں کے مہر دینے حد سے زیادہ گراں نہ کرو تو ایک عورت نے کہا: تمہیں اس میں دخل دینے کا حق نہیں ہے اے عمر! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ واتیتم احدهن (۲۰:۲) تو عمر نے کہا ایک عورت نے عمر سے جھگڑا کیا اور وہ غالب آگئی۔ ص ۲۳

ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا بھی وہ اُس کے پاس نہیں گیا تھا کہ اُس نے اُس عورت کی ماں کو دیکھا تو وہ اُس کو پسند آگئی تو اُس نے ابن مسعود سے فتوی پوچھا تو انہوں نے اُس کو یہ حکم دیا کہ اُس مکوہ عورت کو طلاق دے کر مفارقت کر لے اور پھر اُس کی ماں کے نکاح کر لے تو اُس نے ایسا کر لیا اور اُس عورت سے اولاد بھی ہوئی۔ پھر ابن مسعود کامدینہ آنا ہوا تو انہوں نے عمر سے اس مسئلہ پر سوال کیا تو انہوں نے کہا یہ تھیک نہیں کیا۔ جب ابن مسعود واپس گئے تو اُس شخص کو بلا کر سمجھایا اور اس عورت کو علحدہ کر دیا (الدر المنشور ج ۲ ص ۱۲۵)۔ ص ۲۳

عمر سے پوچھا گیا دلوہنڈیوں کے بارے میں جو کہنیں تھیں کہ اُن سے مقاومت کی جائے؟ تو عمر نے منع کیا۔ یہی سوال عثمان سے کیا گیا تو عثمان نے کہا ایک آیت تو حلال کہتی ہے یعنی واحل لكم ماوراء ذلکم اور دوسرا آیت حرام کہتی ہے۔ یعنی وان تجمعوا بین الاحتبین۔ پھر یہ اٹھ کر حضرت علیؓ

کے پاس اس مسئلہ کو پوچھا آپ نے فرمایا اگر حکومت میں میرا خل ہوتا اور کسی کو ایسا کرتا پاتا تو میں اُس پر حد جاری کرتا (یعنی حرام)۔ ص ۳۲۳ تا ۳۲۴
عبداللہ بن عمر سے کسی نے متعہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: حرام ہے۔ سوال کرنے والے کہا: ابن عباس تو اس کے حلال کا فتوی دیتے ہیں تو انہوں نے کہا: عمر کے دور میں یہ کیوں نہیں (فهلا تزمزم) گنگاے۔ ص ۳۲۴

انس سے مردی ہے کہ قرآن میں نزول مسح کا ہوا ہے۔ اور سنت دھونا ہے (یعنی معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کا عمل قرآن کے خلاف تھا۔ مراد)۔ ص ۵۲
مردی ہے ابن عباس سے کہ انہوں نے کہا کہ سب لوگوں نے وضو میں (پیر دھونے) غسل کے سوا کا انکا کیا۔ اور میں کتاب اللہ میں مسح کے سوا اور پچھنیں پاتا۔ اور مردی ہے کہ ابن عباس سے انہوں نے کہا وضود و اعضا کا دھونا اور دو اعضا کا مسح ہے کیا تم دیکھئے نہیں تمیم میں جہاں غسل ہے وہاں مسح رکھ دیا گیا ہے۔ ص ۵۲

ذکر سورہ براءت کا ابو بکر سے لیکر حضرت علیؓ کو دینا اور آنحضرت ﷺ نے ثم دعا فقال لا ينبغي لامد ان يبلغ هذا الا رجل من اهلی فدعا علیها واعطاہ ایاہ ابو بکر کو بلوایا اور فرمایا کسی اور اس کا پہنچانا مناسب نہیں بھر ایسے شخص سے جو میرے اہل بیت میں سے ہو۔ اے ابو بکر انی طرف سے پہنچانے کا حق کسی کو نہیں والا انا ورجل منی سوائے میرے یا میرے سے ہو (ابو بکر کا واپس بلانا لکھا ہے۔ اور یہاں یبلغ ہے جس کے معنی تبلیغ کرنا ہے صرف آیات کا پڑھنا نہیں تھا۔ مراد) ص ۹۸

و كونوا مع الصدقين ١١٩٦: ٩، بن عباس كا ي قول هے کہ علی ابن ابی طالب کے ساتھ رہیں۔ (الدرمنثور ج ٣ ص ٢٩٠؛ ١٤: بن عساکر ج ٣٢ ص ٣٦١) فتح القدیر الشوکانی ج ٢٢ ص ٣١٢، تہذیب الکمال ابو الحجاج یوسف المزی متوفی ٢٧٣ھ ج ٥ ص ٨٣)۔ ص ١١٣

مردی ہے حضرت علیؑ (معاذ اللہ) کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس رات مجھ کو آسمانوں کی سیر پر لیجا گیا میں نے عرش پر یک لکھا ہوا دیکھا لا اللہ
محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق و عمر الفاروق و عثمان ذو النورین۔ (میزان الاعتدال امام ذہبی حالات علی بن جبیل ح ۳۳ ص ۱۱؛ اور ابن حجر
نے کتاب السنان المیزان ح ۲۰۹ میں اس کو رد کیا ہے اور کہا یہ حدیث موضوع ہے۔ مراد) ص ۱۳۸

عن انس قال قال رسول الله ﷺ لما عرج بي رأيت على ساق العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله ايد به بعلی: انس سے مردی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے عرش کے پایہ پر لکھا ہوادیکھا لا اله الا الله محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی۔ (ابن عساکر حجج ۲۹۸ ص ۳۲۲؛ خطیب بغدادی حجج ۱۱ ص ۵۸۷ سلسلہ ۲؛ الدر المغور حجج ۲ ص ۱۵۳، مجمع کبیر طبرانی حجج ۲۲ ص ۲۰۰؛ شواهد التقریل حجج ۲۹۸؛ نظم در رمضانین الرواندی ص ۱۲۰ ص ۱۳۸)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے تم کو پچھے نہیں رکھا مگر اپنی ذات کے لئے تم میرے لئے اُس مرتبہ میں ہو جیسے مویٰ کے لئے ہارون تھے اور میرے وارث ہو۔ تو حضرت علیؓ نے پوچھا میں وراثت میں کیا لوں گا؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ جو وراثت انبیاء چھوڑا کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا انبیاء نے کیا وراثت میں چھوڑا تھا؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب اور سنت اور تم جنت میں میرے ساتھ میرے تصریح میں ہو گے میری بیٹی فاطمہ سمیت اور تم میرے بھائی اور میرے رفیق ہو۔ ص ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷ (مجموم الكبیر طبرانی ح ۵ ص ۲۲۱؛ الثقات ابن حبان ح ۳ ص ۱۳۲؛ الدر المختار ح ۳ ص ۱۷۳؛ سییر العلام النبلاء ذہبی ج ۱ ص ۱۳۲؛ نجح الایمان ابن حجر ح ۹ ص ۳؛ الحضار الاحاد والمشانی ابن ابی عاصم ح ۱ ص ۱۳۲؛ متنوی ح ۵ ص ۱۷۲) ص ۱۷۶، ۱۷۷۔

ابو بکر نے عائشہ کو مارنے کے ارادے سے جوئی اٹھائی تھی۔ النعل لیعلونی (الدرالمشور ج ۵ ص ۱۳؛ سهل الحمدی والرشاد ج ۹ ص ۷۰؛ الصالحی الشامی

ن ج ۱۱ ص (۱۳۸)۔ ص ۱۸۲

نبی ﷺ تقریباً بیس سال تک خفیہ طور پر اللہ کی وحدانیت اور اُس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے۔ ص ۱۸۵
مردی ہے ابی قلابہ سے کہ عمر ابن خطاب ایک شخص کے پاس سے گزرے جو ایک کتاب پڑھ رہا تھا تو انہوں نے اس کو غور سے سُنا اُن کو اچھا معلوم ہوا اور اُس شخص سے کہا کیا اس کتاب میں سے تو مجھے کچھ لکھ کر دے گا؟ اُس نے کہا ہا۔ عمر ابن خطاب ایک چمڑا بازار سے خرید کر لے آئے پھر اُس کو لکھنے کے قابل بنایا اور اُس شخص کے پاس لے کر آئے۔ اُس شخص نے اُس کے اوپر باہر اور اندر کی طرف لکھ دیا۔ پھر عمر اُس کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لائے اور اُس کو آپ ﷺ کے سامنے پڑھنا شروع کیا اور ادھر رسول اللہ ﷺ کا چھرہ مبارک متغیر ہونا شروع ہوا تو انصار میں سے ایک نے اُس تحریر پر ہاتھ مارا اور کہا اے خطاب کے بیٹے! تیری ماں تجھے روئے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے چھرہ کی طرف نہیں دیکھے گا اور تو یہ تحریر پڑھتا جا رہا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں فاتح اور خاتم بنا کر بھجا گیا ہوں اور مجھ کو جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں اور اُن کے فاتح و مریرے لئے کلام کو پورے طور پر مختصر کر دیا گیا۔

یہ لا پرواہی تھیں ہلاک نہ کر ڈالے۔ (الدر المختار ج ۱۱ ص ۱۳۸، المصنف ج ۱۱ ص ۱۱۱ سلسہ ۲۰۰۶۲ بی بک عبد الرزاق متوفی ۲۱۱۵) ص ۷۶
عکرمه نے ابن عباس سے روایت کیا کہ عمر نے جماعت سے کہا کہ: "الحمد لله" کو ہم جانتے ہیں یعنی حمد کے معنی کہ خلائق میں سے بعض بعض کی حمد کرتے ہیں، اور لا الہ الا اللہ کے معنی کہ اللہ کے سوابہت سے معبدوں کی پرستش ہوتی تھی، اور ہاللہ اکبر وہ تو ظاہر ہی ہے ہر نماز پڑھنے والا عکریم کہتا ہے۔ آپ صاحبان بتلائیں کہ سبحان اللہ کیا ہے؟۔ ایک شخص نے کہا اللہ اعلم (اللہ اعلم سب سے بڑا عالم ہے)۔ تو عمر نے کہا عمر بڑا بدجنت ہو گا اگر اس کو اتنی خبر بھی نہ ہو کہ اللہ اعلم نہ معلوم ہو۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا: یہ اسم ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ منوع ہے کہ خلائق میں سے کوئی اُس کی کسی صفت کو اپنی طرف منسوب کرے (یا اپنی صفات مختصہ میں اُس کو شریک کرے مثلاً یہ کہ خدا آپ ہے فلاں کا، اور اُس کی طرف ہر وقت غلظ رجوع ہوتی ہے اور یہ بات اُس کو (اللہ سبحانہ) کہنا پسند ہے۔ (مذکور ہے یہ الدر المختار ج ۵ ص ۱۵۲؛ کنز العمال ج ۲ ص ۵۶۳ سلسہ ۳۷۹) ص ۱۹۹

عمر ابن خطاب نے کہا کہ میں فلاں شخص سے بعض رکھتا ہوں۔ تو اس بات کا علم اُس فلاں شخص کو ہوا اور وہ عمر ابن خطاب کے پاس آیا اور اُس نے عمر سے پوچھا: کیا میں نے اسلام میں رخڑ کیا؟ عمر نے کہا: نہیں۔ پھر اُس نے پوچھا: کیا میں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی ہے؟ عمر نے کہا: نہیں۔ پھر اُس شخص نے پوچھا: کیا میں نے اسلام میں کوئی احادیث یعنی بدعت کیا ہے؟۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس پر اُس شخص نے پوچھا: پھر کیا بات ہے آپ مجھ سے بعض رکھتے ہیں؟۔ حالانکہ اللہ فرماتا والذین یودون المؤمنین والمومنات۔۔۔ سورہ احزاب۔ آپ نے مجھے ایذا پہنچائی اللہ تم کو معاف نہ کرے۔ عمر یہ سن کر اُس شخص سے معافی مانگنے لگے (الدر المختار ج ۵ ص ۲۲۰؛ کنز العمال ج ۲ ص ۳۸۱ سلسہ ۲۵۵۲) ص ۲۱۲ تا ۲۱۳۔

عمر ابن خطاب کسی کیز کو گھوٹکھٹ کی اجازت نہیں دیتے تھے ایک کیز ایسا کئے ہوئے دیکھا تو اُس کو اپنے درے سے مارا اور کہا: اپنے جا ب کو الٹ، آزاد عورتوں کے مشابہ نہ بن۔ (مذکور ہے الدر المختار ج ۱۱ ص ۲۲۱؛ المصنف ج ۲ ص ۱۵۳) ص ۲۱۳

عمر کے سامنے ایک عورت پیش کی گئی جس نے چھ ماہ کا بچہ جناتھا۔ اُس کے حرامی ہونے کے تصویر میں عمر نے اُس پر رجم کرنا پاہا۔ حضرت علیؓ نے منع کیا اور فرمایا کہ قرآن میں و حملہ و فصالہ ثلاثون شہرا (۱۵:۳۶) پیش میں رکھنا اور دودھ پلانے کے میں میئے ہوتے ہیں اور پھر قرآن ہی میں ہے کہ فصالہ فی عامین (۱۳:۳۱) اور دوسری میں اُس کا دودھ چھوٹتا ہے۔ یہاں مدحت حمل (۳۰) تیس ماہ میں سے چوبیس (۲۴) ماہ نکال لو تو چھ (۲) میئے باقی رہتے ہیں۔ عمر نے اُس عورت کو چھوڑ دیا (الدر المختار ج ۱ ص ۲۸۸؛ کنز العمال ج ۵ ص ۳۵۷ سلسہ ۱۳۵۹۸) ص ۲۲۳

حدیبیہ کے وقت جب رسول اللہ ﷺ نے کسی کو مکہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے عمر ابن خطاب کو جب جانے کے لئے کہا تو عمر نے کہا یا رسول اللہ!

وہاں مجھے امن نہیں ہے۔ چنانچہ انکار کیا جانے کے لئے ص ۲۵۶

مردی ہے ابن ملکیہ سے انہوں نے کہا کہ دونوں ابو بکر اور عمر ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے دونوں نے نبی ﷺ کے حضور میں اپنی آوازیں بلند کر لی تھیں۔ جب سورہ حجرات کی آیت نازل ہوئی یا ایہا الدین امنوا لا ترفعوا اصواتکم (۲:۹۳) (بخاری ج ۶ ص ۳۲۶ اور ح ۸ ص ۱۳۵؛ الدر المنشور ح ص ۸۲)۔

عمر ابن خطاب کے اسلام لانے کا واقعہ جس میں انہوں نے کہا کہ وہ جب سورہ حدید کی یہ آیت امنوباللہ و رسولہ و انفقوا مما جعلنکم مستخلفين تو میں نے فوراً اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا۔ (واضح ہے یہ سورہ مدینی ہے۔ تفصیل آگے مذکور ہے۔ مراد) ص ۲۷۹
صحاب نبی ﷺ میں سے پہلے اسلام لانے والوں کی فضیلت ان کے بعد والوں پر اخبار سے بطریق استفاضہ ثابت ہے۔ چنانچہ خالد بن ولید کا عبد الرحمن بن عوف سے تکرار اور رسول اللہ ﷺ کا اولین کے اصحاب کی تعریف کرنا اسی سورہ حدید کی تفسیر میں موجود ہے۔ ص ۲۸۰

ابن عباس سے کفر میا جب اللہ تعالیٰ نے قلوب مہاجرین کو دین سے غافل پایا تو بطور عتاب یہ سورہ حدید، نزول قرآن سے تیرھویں سال کے شروع میں نازل کیا۔ مردی ہے امش سے کہا انہوں نے جب اصحاب نبی ﷺ مدینہ میں آئے تو ان کو زندگی کی جو راحت اور آسائش ملنی تھی ملی بعد اس کے جس جد جہد میں وہ بتلاتھے وہ اُس سے رک گئے اپنے بعض اعمال سے جن پر وہ پہلے قائم تھا لوٹ گئے تو بطور عتاب یہ آیت سورہ حدید آیت ۱۶۔ نازل ہوئی الہ یا ن للذین امنوا۔ اخ ۔ ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔ (تفسیر حلالین اور الدر المنشور ج ۶ ص ۲۵۵)۔ ص ۲۸۱
ابن مسعود سے روایت ہے کہ بیشک مرد خدا اپنے بستر پر مرتا ہے اور شہید ہوتا ہے۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۶۸؛ الدر المنشور ج ۳ ص ۲۸۲)

الکامل ابن عدی ج ۶ ص ۳۸۸؛ فتح القدیر الشوکانی ج ۲ ص ۳۰۹۔ ص ۲۸۲

ابو بکر نے اپنے باپ ابو قاذ کو تلقی زور سے طمانچہ مارا کے وہ گر گیا۔ ص ۲۸۵

ہندہ ام معادیہ نے جب بیعت کرنے آئی تو اپنے کو چھپائے ہوئے تھی۔ اس سے اس بات پر بیعت لی گئی کہ چوری نہ کرے گی، زنانہ کرے گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرے گی۔ ص ۲۹۵

جمع کی نماز کے لئے دوازدھ ان عثمان کی ابجاد ہے۔ لوگوں نے اس امر پر اعتراض نہیں کی، ہاں جب انہوں نے منی میں پوری نماز پڑھی تو لوگوں نے اعتراض کیا
غدر یہ پیش کی گیا کہ قرآن میں یہ آیت ہے کہ فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ سورۃ النساء آیت ۱۰ یعنی قصر کرنے میں تم پر کوئی کناہ
نہیں۔ ۱۔ ص ۲۹۷ تا ۲۹۸

سائب نے کہا کہ جب ہم عمر کے زمانے میں نماز پڑھتے ہوتے تھے اور پھر جب عمر نکلتے تو آکر منبر پر بیٹھ جاتے تھے تو ہم لوگ نماز پڑھنا بند کر دیتے تھے اور
عمر ہم سے باتیں کرتے تھے اور بسا اوقات عمر اپنے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بازار کا اور درہموں کا سوال کر لیتے (یعنی اشیاء کا بھاؤ)
حالانکہ اس وقت موذن اذان دیتا ہوا ہوتا تھا۔ جب موذن اذان ختم کر دیتا تب وہ کھڑے ہو جاتے تھے۔ ص ۲۹۸

خرشہ بن الحرس سے روایت ہے کہ ایک دن عمر ابن الخطاب میرے پاس آئے ایک تنخی دیکھی جس پر لکھا تھا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعة

۱۔ اس دلیل کے جواب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اللہ نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے احکام میں بھی یہی ارشاد فرمایا تھا فمن حجج البيت اواعتمر فلا جناح عليه ان بطوف بهما سورہ بقرہ ۱۵۸۔ امام نے سوال کیا: کیا سعی رکن حج ہے کنہیں؟ جس کے عمدانہ کرنے اور سہوانہ کرنے پر حج بطل ہے؟۔ دوسری تاویل پیش کی گئی کہ عثمان نے منی میں اقامت کی نیت کر لی تھی۔ یہ اور بھی غلط ہے اس لئے ایک تاریخ کو منی سے نکلا ضروری ہے۔ مراد

فاسعوا الی ذکر اللہ۔ تو عمر نے مجھ سے پوچھا یہ کس نے لکھ کر دیا؟ میں نے کہا: ابی بن کعب نے۔ فرمایا: ابی ہم میں منسون آئیوں کا سب سے بڑا قاری ہے۔ اس کو فامضوا الی ذکر اللہ پڑھو۔ ص ۲۹۸

جب عمر ابن خطاب کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازاوج کو طلاق دیدیا ہے تو وہ عائشہ کے پاس گئے اور پوچھا اے ابو بکر کی بیٹی مجھے تیرے بارے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ وادیت دیتی ہے۔ تو عائشہ نے جواب دیا اے خطاب کے بیٹے تجھے مجھ سے باز پرس کرنے کا کیا حق ہے؟۔ (مسلم ج ۳ ص ۱۸۸؛ فتح الباری ج ۹ ص ۲۳۲؛ کنز العمال ج ۲ ص ۵۲۸ سلسلہ ۳۶۶۳؛ الدر المشور ج ۲ ص ۲۲۲) ص ۳۰۳

واعظہ نذریرو ای زید بن ارقم۔ انی تارک فیکم ثقلین او لهما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا به فحث علی کتاب و رغبہ فیہ ثم قال واهل بیتی اذکر کم اللہ فی اهل بیتی اذکر کم اللہ فی اهل بیتی۔ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے پہلی کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ کتاب اللہ کو پڑھو اس کو سننا ہے رہو پھر فرمایا دوسرے میرے اہلیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں (تکرار کے ساتھ فرمایا)۔ ص ۳۴۳ تا ۳۵۳

زید ابن ارقم نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا اور وہ ہیں آئل علی اور آآل عقیل و آآل جعفر اور آآل عباس۔ (مندادحمد ج ۳ ص ۷؛ امام احمد فضائل الصحابة ص ۲۲؛ مسلم ج ۷ ص ۱۲۳؛ السنن الکبریٰ الحدیقی ج ۲ ص ۹۷ اور ج ۷ ص ۱؛ شرح مسلم النووی ج ۱۵ ص ۱۸۰؛ مجمع الکبیر طبرانی ج ۵ ص ۱۸۳) ص ۳۴۶

نهایہ میں ہے کہ مشہور قول یہی ہے کہ عترت آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کو کہتے ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے۔ حاشیہ ص ۷۳۷
فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جناب مرتضیٰ کے متعلق کہ تم میں فصل خصومات کی سب سے زیادہ صلاحیت علیؑ میں ہے اور یہ کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں اقضاؤ کم علیؑ، وانا مدینۃ العلم و علیؑ بابها۔ ("اقضا کم علیؑ" مذکور ہے فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۸۷؛ تفسیر قرطی جلد ۱۵ ص ۱۶۲، لم تصفی الغرالی ص ۰۷۰؛ ابن عساکر ج ۱۵ ص ۳۰۰۔ ص ۲۲۲)

جلد سوم

عن عائشہ قالت قال ابو بکر لما جال الناس عن رسول اللہ ﷺ يوم اُحد اوّل من فاء (رجع) - عائشہ سے روایت ہے کہ ابو بکر نے فرمایا کہ جب لوگ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چلے گئے تو میں سب سے پہلے وابس اوتا (المنجد) - حرف "ج" ص ۲۹ جال القوم جولة یعنی بھاگ جانے کے بعد وابس آنا) (مستدرک الصحیحین ج ۳۲۶ ص ۲۵۰ سلسلہ ۱۰۰۲۵؛ کنز العمال ج ۳۲۵ ص ۳۰۰؛ طبقات ابن سعد حالات طلحہ ج ۲۸ ص ۲۸)

استاذن ابو بکر علی النبی ﷺ و سمع صوت عائشہ عالیا فلما دخل تناولها لیلطمها و قال لا اراک توفعین صوتک علی رسول اللہ ﷺ ابو بکر نے نبی ﷺ کی خدمت میں آنے کی اجازت چاہی اور انہوں نے عائشہ کی آواز کو سن لیا جو اونچی ہو رہی تھی، جب گھر میں داخل ہوئے تو اپنا ہاتھ عائشہ کی طرف بڑھایا تاکہ طمانچہ ماریں اور فرمایا کہ آئندہ میں نہ کیھوں گا کہ تو اپنی آواز کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند کرے۔ (مندادہ ج ۲۵ ص ۷۲؛ سمنابی دادہ ج ۲۴ ص ۷۳؛ فتح الباری ج ۷ ص ۱۹) ص ۵۸

ابو بکر نے ایک پرندے کو دیکھا تو کہنے لگے اے پرندے تجھے مبارک ہو واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تجھ جیسا ہوتا۔ تو درخت پر آتا ہے اور اس کا پھل کھاتا ہے اور اڑ جاتا نہ تجھ پر حساب اور نہ عذاب۔ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں راہ کی ایک جانب کھڑا ہو ایک درخت ہوتا پھر مجھ پر کسی اونٹ کا گزر ہوتا اور وہ مجھے اپنے منہ میں داخل کر لیتا اور چباتا پھر مجھے حلق میں اُتار لیتا پھر مجھے میغنی بنا کر خارج کر دیتا اور میں بشر نہ ہوتا۔ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۲۸ سلسلہ ۳۵۲۹۹۔ اور ایسی ہی تمنا ان کی بیٹی حضرت عائشہ کی بھی تھی ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد حالات عائشہ ج ۸ ص ۷۲۔) ص ۸۲

اما حذیفة من النبی ﷺ واما اخبره ابو بکر ان النبی ﷺ قال الشرک فيکم اخفی من دبیب النمل ققلت يا رسول اللہ و هل الشرک الا ما عبد من دون اللہ قال ثکلتک امک يا ابن ابی قحافة الشرک فيکم اخفی من دبیب النمل مروی ہے حذیفة سے کہ وہ روایت کرتے ہیں ابو بکر سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شرک تم میں زیادہ پوشیدہ ہے چیونٹی کی رفتار سے۔ ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ شرک تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کریں، فرمایا تیری ماں تجھے روئے اے ابو قافلہ کے بیٹے! تم میں (فيکم) شرک چیونٹی کی رفتار سے موجود ہے۔ (اس روایت کا ذکر کئی معتبر کتابوں میں موجود ہے مثلاً مجمع الزوائد الھیشمی ج ۱۰ ص ۲۲۳؛ مندادہ بیلی احمد بن یعلیٰ متوفی ۷۳ هج ۱۰ ص ۸۱۶ سلسلہ ۷) ص ۸۸۳

واقعہ تقیفہ: اس میں کئی متفاہد روایتیں ہیں۔ کسی میں ہے کہ جب حضرت علیؓ نے سنا ابو بکر کی بیعت ہو گئی تو آپ فوراً بے تھاشہ ایسے گھر سے نکلے کہ صرف جسم پر کرتہ تھا اور فوراً جا کر بیعت کر لی۔ ایک روایت ہے جب سب بیعت کر چکے تو ابو بکر نے پوچھا: علیؓ کہاں ہے؟ تو لوگ حضرت علیؓ کو پکڑ کر لائے اور آپ نے فوراً بیعت کر لی، ایک اور روایت ہے کہ چھ ماہ کے بعد جب جناب سیدہ کی شہادت ہو گئی اور لوگوں کی توجہ آپ سے کم ہو گئی تو آپ نے ابو بکر کے پاس پیام بھجوایا اور دوسرا دن بیعت کر لی۔ ایک روایت ہے کہ جب بیعت عامہ ہوئی تو سادات اہل بیعت نے خلاف کیا مگر حضرات شیخین نے حسن تدبیر سے اس مشکل کو بھی آسان کر دیا۔ ص ۷۹ تا ۱۰۱

مروی ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ میں مأمور ہوا ہوں اس پر کہ لوگوں سے قتل کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں یعنی صرف اللہ کو معبد مانیں اور اس کی نماز بھی ضروری ہے جو اس کلمہ کا حق ہے۔ عمر نے ابو بکر سے کہا کہ آپ ان سے قاتل کریں گے جو زکوٰۃ نہیں دے رہے ہیں جب کہ

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس کے بارے میں نہیں ہے۔ ابو بکر نے جواب دینماز اور زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مصنف لکھتے ہیں کہ ابو بکر نے بروئے قیاس جلی زکوٰۃ کو اس پر قیاس کیا۔ عمر نے کہا میں نے ابو بکر کے سینہ کو قفال کے لئے کشادہ دیکھا (ذکر اس کا ہے صحیح بخاری جلد ۸ ص ۱۳۱؛ مسنداً حمّاج اص ۳۶)۔ ص ۱۰۲

قال والذی لا اله الا هو لو جرت الكلاب بارجل ازواج النبي ﷺ مارددت جیشا۔ ابو بکر نے اُن اصحاب سے جو شکر کو بلا نے کہ حق میں تھے کہا: خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبد نہیں اگر ازواج النبی ﷺ کی ٹانگوں کو کٹتے کھینچنے لگیں تو میں اس شکر کو داپس نہ بلاوں گا (ابن عساکر حج ص ۲۰۲؛ کنز العمال ج ۵ ص ۲۰۲ سلسلہ ۱۳۰۲۲؛ المبدایۃ والناہیۃ ابن کثیر ح ۳۲۶ س ۳۲۶)۔ جب عمر نے اصرار کیا اور کہا کہ اے خلیفہ رسول! لوگوں کی تالیف قلب کیجئے اور ان کے ساتھ رحمی کیجئے۔ تو ابو بکر نے جواب دیا کہ تو جاہلیت میں جبار تھا اور اسلام لانے کے بعد بزدل ہو گیا جبار فی الجahلیۃ و خوار فی الاسلام (الدر المنشور ج ۳ ص ۲۲۱؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۹۳ سلسلہ ۳۵۶۱۵ ص ۱۰۵)

فلما بلغ ذلك عمر ابن الخطاب خرج حتى دخل على فاطمة فقال يا بنت رسول الله والله ما من الخلق أحد أحب اليها من ابيك ومامن أحد أحب اليها بعد ابيك منك وابي الله ماذاك بما نعى ان اجتماع هؤلاء النفر عندك ان امر بهم ان يحرق عليهم البيت . عمر ابن خطاب كوجب ينبرئي له لوگ خانہ سیدہ میں جمع ہیں تو یہ نکلے اور حضرت فاطمہ کے پاس آئے اور کہا اے رسول کی بیٹی واللہ یا محبت آپ کی اور آپ کے والد کی مجھ روک نہیں سکتی اس بات سے اگر یہ لوگ جو آپ کے پاس جمع ہیں تو میں ان کے بارے میں حکم دوں کہ ان کے اوپر آپ کے اس گھر کو جلاڈاں والوں۔

المصنف ابن ابی شیبۃ ح ۸ ص ۲۵؛ کنز العمال ج ۵ ص ۱۳۸ سلسلہ ۲۵۱ ص ۱۳۱۔ ص ۱۰۹

فوجدت فاطمة على ابو بکر فی ذلك فهجرته فلم تكلمه حتى توفیت وعاشت بعد النبی ﷺ ستة اشهر فلما توفیت دفنه زوجها على لیلا و لم یوڑن بها ابابکر و صلی علیها حضرت فاطمہ، ابو بکر سے نارض ہو گئیں اور ان کو چھوڑ دیا اور ان سے کام نہ کیا یہاں تک کہ انتقال ہو گیا تو ان کے شوہرنے ان کورات میں ہی دفن کر دیا اور اس وقت کی اطلاع ابو بکر نہیں دی۔ (اس روایت کا ذکر کئی کتابوں کیا گیا مثلاً صحیح بخاری کتاب المغاذی باب خیر جلد ۵ ص ۸۲؛ صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۵۲)۔ ص ۱۱۲

وان ابابکر جعل الجد ابا ولكن الناس تحيروا ابو بکر نے جد کو باپ قرار دیا لوگ اس بات پر حیرت میں بیٹا رہے (مسنداً حمّاج ح ۳ ص ۲) اس کے بعد کلالہ کی تفسیر میں اختلاف واقع ہوا۔ اس کے جواب میں اکثر صحابہ کو عجز لاحق ہوا۔ عقبہ بن عامر جہنی کا قول ہے کہ اصحاب کسی الجھن میں نہیں پڑے جس قدر الجھن میں کلالہ کے بارے میں۔ فان كان صوابا فمن الله وان كان خطأ فمني و من الشيطان ابو بکر نے کہا کہ میں اس میں جو کچھ کہوں گا اپنی رائے سے کہوں گا اور وہ اگر صحیح ہے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطاء ہے تو وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ (سنن دارمی ح ۲ ص ۳۶؛ سنن ابی داؤد ح اص ۲۶۹)۔ ص ۱۱۷

قال الناس أستختلف علينا فظا غليظا ولو قد ولينا كان افظ واغلظ۔ ابو بکر نے عمر ابن خطاب کو خلیفہ بنانے کے لئے وصیت کرنی چاہتی تو لوگوں (طلحہ) نے کہا کہ آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو تند مزاج اور سخت دل ہے اور وہ اگر ہم پرواں بن گیا تو اور بھی تند مزاج اور سخت دل ہو جائے گا۔ (المصنف ابن ابی شیبۃ ح ۷ ص ۳۸۵؛ المعيار والموازنة ابی جعفر الاسکانی المعترزلی متوفی ۲۲۰ھ ص ۷؛ شرح نهج البلاغہ

ابن ابی الحدید ج ۱۲۳ ص (انہوں نے لوگوں کی جگہ طلحہ کا نام لکھا ہے؛ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۳۱۲)۔ ص ۱۲۲

قال له يا ابن الخطاب انى انما استخلفتك نظرا لما خلفت و رأى - و حذرک هؤلاء النفر من اصحاب محمد ﷺ الذين قد اتفتحت اجوافهم و طمحت ابصارهم و احباب كل امرء منهم لنفسه و ان لهم لخيرة عند زلة واحدة منهم فاياك ان تكون واعلم انهم لن يزالومنك - جب عمر ابن خطاب کا ابو بکر نے خلافت کے لئے نامزد کر دیا تو کہا: اے ابن خطاب! میں نے تم کو خلیفہ بنایا اس کام پر نظر کرتے ہوئے جو تم نے میرے لئے کیا۔ میں تم کو اصحاب محمد ﷺ میں سے اُن لوگوں کے طریقہ سے بچانا چاہتا ہوں جن کے پیٹ پھول گئے اور ان لوگوں کی نگاہیں اوچی ہو گئیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پسند کرنے لگا اور ہر لغزش کو ایک خیر سمجھنے لگا۔ خبردار کتم ایسے ہو جاؤ (تاریخ مدینہ ابن شبة التمیری ج ۲ ص ۲۷۳)؛

ابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۱۶؛ کنز العمال ج ۵ ص ۲۷۹ سلسہ ۱۲۱۸۰)۔ ص ۱۲۳

وعن عرفجة السلمی قال قال ابو بکر ابکو فان لم تبکوا فتبوا کوا۔ عرفہ سلمی سے مردی ہے کہا کہ ایک مرتبہ ابو بکر نے فرمایا وہ اگر تم کو رو نہ آئے تو رو نے کی صورت بنا لو۔ ص ۱۲۸

مردی ہے اسلم مولیٰ عمر سے کہ عرب ایسے وقت میں ابو بکر کے سامنے گئے جب کہ وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمر نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ یہ کیا کر رہے ہو؟ تو فرمایا کہ یہی وہ ہے جس نے مجھے بلا کت میں ڈالا ہے۔ (الدرامثور ج ۲ ص ۲۲۱؛ کنز العمال ج ۳ ص ۸۳۲ سلسہ ۸۸۹۰)۔ ص ۱۲۹ خالد یعنی خالد بن سعید اور ان کے بھائی رسول اللہ ﷺ کے عمال میں سے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو یہ اپنے عہدہ عملات سے لوٹ آئے تو ان سے ابو بکر نے کہا کہ کیا بات ہے تم کیوں اپنا عہدہ عملات سے لوٹ آئے پونکہ رسول اللہ ﷺ کے عمال میں سے کوئی تم سے زیادہ اس عمل کا حقدار نہیں اس لئے اپنے عہدوں پرواپس جاؤ۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ابو اجنحة کی اولاد ہیں رسول اللہ ﷺ کے بعداب ہم کبھی کسی کے لئے ملازمت نہیں کریں گے۔ پھر یہ سب شام چلے گئے اور ان سب کو قتل کر دیا گیا۔ (متدرک حاکم ج ۳ ص ۲۲۹)۔ ص ۱۳۷

قتیلہ بنت اشعث سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا تھا اور ان کے پاس جانے سے پہلے آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی تو ان سے حضرموت میں عکرمہ بن ابی جہل نے نکاح کر لیا۔ یہ خبر ابو بکر کو پہنچی تو کہا یہ دل چاہتا ہے کہ ان دونوں کے اوپر ان کے گھر کو پھونک دوں۔ تو ان سے عمر نے کہا کہ وہ امہات المؤمنین میں نہیں ہیں۔ (متدرک حاکم ج ۴ ص ۳۸؛ اسد الغابة ج ۵ ص ۵۳۳؛ الاصابة ج ۸ ص ۲۹۲)۔ ص ۱۳۹

اسلام مولیٰ عمر ابن خطاب کا قول ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں اشعث بن قیس کی طرف جب کہ وہ زنجروں میں بندھا ہوا تھا اور وہ فعلت و فعلت کہہ رہا تھا (یعنی میں نے ایسے کام کئے اور بھی کئے) اپنے جرام کا اقرار خود کر رہا تھا۔ یہاں تک آخر کلام میں میں نے سُنَا اشعشُ كَمَرَه رَهَتْهَا بُوكَرَسَ كَمَرَه رَكَّهَتْهَا بُونِجَكَ كَ لَهُ اور اپنی بہن کا مجھ سے نکاح کر دیجئے تو ابو بکر نے ایسا ہی کیا۔ ابو عمر کہتے ہیں ابو بکر کی بہن اُم فروہ بنت ابی قافلہ تھیں اور یہ ماں ہیں محمد بن اشعث کی۔ ۱۔ ص ۱۲۶

۱۔ محمد بن اشعث: قاتلان امام حسین اور قاتلان حضرت مسلم، اس اُم فروہ سے ایک بیٹی جو عده بنت اشعث ہے جزو وجہ امام حسن عسکری جس نے معاویہ سے سازش کر کے امام حسن کو زہر دیا۔ ابو بکر کی ایک بیٹی عائشہ جن کردار اہل بیت کے خلاف عام ہے۔ دوسرے داماد زیر جو حضرت علیؑ سے بیعت کی پھر جمل میں آمادہ پیکار ہو کر آئے، تیرے طلحہ داما ابو بکر ہیں یہ بھی بیعت کرنے کے بعد جمل میں حضرت علیؑ کے خلاف تیار ہو کر آئے بلاک کر دیا۔ یہ خاندان ابو بکر سوائے محمد ابن ابی بکر دشمن اہل بیت رسول رہا ہے۔ اشعث ابن قیس وہی شخص ہے جس نے صفين میں حضرت علیؑ سے سخت کلامی کی اور حضرت علیؑ کے خلاف بغاوت کی لوگوں کو در غایا کہ جنگ میں حکم مقرر کیا جائے۔

ابو بکر کے دل میں شام اور روم کی فتح کا داعیہ پیدا ہوا تھا۔ ص ۱۳۸

روز روز ایک نئی فتح اور بے اندازہ غیمت مسلمانوں کے حصہ میں آ رہی تھی۔ ص ۱۳۹

ابو بکر کا عمر کو خلینہ بنانے کا وصیت نامہ عثمان نے لکھا تھا پہنچ جب ابو بکر نے لکھوانا شروع کیا کہ اما بعد میں نے تم خلینہ بنایا۔ پھر ابو بکر بے ہوش ہو گئے۔ جو کچھ ابو بکر نے کہا تھا عثمان نے وہ لکھ لیا اور اپنی طرف سے لکھا کہ ”عمر ابن خطاب کو“ جب ابو بکر کو ہوش آ گیا تو پوچھا کیا کھا؟ عثمان نے کہا: عمر ابن خطاب کا نام لکھا ہے۔ ص ۱۵۰

وقت وفات ابو بکر نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کس دن ہوئی؟ تو لوگوں نے جواب دیا پیر کے دن۔ ص ۱۵۳

عبداللہ ابن عمر وحی کے ایک سال قبل (بعثت سے) پیدا ہوئے، اور عمر ابن خطاب نے بعثت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا۔ (حالانکہ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب بعثت کے چھ برس کے بعد پیدا ہوئے اور بحیرت کے وقت ان کی عمر سات سال سے کم تھی اور وقت وفات جناب ابوطالب ۳ سال یا اس بھی کم سب کے تھے جنہوں نے ایمان ابوطالب کی حدیث کی روایت کی ہے۔ اس لئے کہ ۲۴ هجری خندق میں ان کی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال تھی اس لئے فوج میں شامل کر لیا گیا تھا) (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۸۲)۔ ص ۱۵۶

عن یعلیٰ ، عبید اللہ بن موسی ، الفضل بن دکین ، محمد بن عبد اللہ الاسدی ، مسurer ، القاسم بن عبد الرحمن بن مسعود :
فكان عبد الله بن مسعود يقول ما كان تقدر على ان نصلى عند الكعبة حتى اسلم عمر ابن خطاب فلما اسلم قاتل قريشا حتى صلى
عند الكعبة وصلينا معه عبد الله ابن مسعود كها كرت تھے کہ ہم اُس پر قدرت نہیں رکھتے تھے کہ قرب کے قریب نماز پڑھ لیں یہاں تک کہ عمر اسلام لائے اے
ص ۱۵۹

۱۔ اس حدیث کا ذکر مجمع اسناد طبقات ابن سعد (عربی) ج ۳ ص ۲۰؛ مجمع الزوائد (عربی) ج ۹ ص ۲۳ نے لکھا ہے اور مزید واضح یہ کہ :-

آن القاسم لم یدرك جده ابن مسعود۔ یعلیٰ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۹۸۳ میں اپنے جدابن مسعود کو کبھی نہیں دیکھا۔

عبدالله بن موسی: وضعواله أحاديث فحدث بها ولم يدر. میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۲ سلسلہ ۵۳۹

مسعر: لم یعرف وآتی بخبر منکر. میزان الاعتدال ج ۳ ص ۹۹ سلسلہ ۸۲۶ میحمد بن عبد اللہ: میزان الاعتدال قال ابو حاتم لا يحتاج به؛

القاسم بن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود میزان الاعتدال ج ۳ ص ۳۲؛ رواه الطبراني أن القاسم لم یدرك جده ابن مسعود السنن الكبرى البهیقی ج ۲ ص ۲۵۵۔

اس روایت کی روایت یہ ہے جو عفیف کندی کا واقعہ ہے کہ اچانک ایک نوجوان قریب کے اوپنی خیمے میں سے نکلا اور اُس نے سورج کی طرف دیکھا۔ جب اُس نے دیکھ لیا کہ سورج مغرب کی طرف جھک گیا تو اُس نے بہت اہتمام کے ساتھ وضو کی اور پھر نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ کعبہ کی طرف رخ کر کے۔ پھر ایک لڑکا جو بالغ ہونے کے قریب کی عمر کا تھا اُس نے بھی وضو کی اور اُس نوجوان کے برابر کھڑے ہو کر وہ بھی نماز پڑھنے لگا، پھر اسی خیمے سے ایک عورت لٹکی اور وہ ان دونوں کے پیچھے نماز کی نیت باندھ کر کھڑی ہو گئی، اس کے بعد اس نوجوان نے رکوع کیا تو اُس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ پھر وہ نوجوان سجدے میں چلا گیا تو وہ لڑکا اور عورت بھی سجدے میں چل گئے۔ میں نے (عفیف کندی) یہ منظر دیکھا تو عباس سے پوچھا: عباس یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ میرے بھائی عبد اللہ کے بیٹے محمد (ﷺ) کا دین ہے اس کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو تثبیر بنا کر بھیجا ہے یہ لڑکا میرا بھیجا علی ابن ابی طالب ہے اور یہ عورت محمد (ﷺ) کی بیوی خدیجہ ہے۔ جب عفیف مسلمان ہوئے تو ان کو اس بات کا افسوس رہا کہ کاش پوچھا میں ہوتا۔ (اس حدیث کا ذکر طبقات ابن سعد اور دو ج ۷ ص ۳۳؛ سیرۃ حلیبہ ج ۲ ص ۲۰۹ تا ۲۱۰؛ مندرجہ ابی حبل بن ج اص ۲۰۹؛ متدرک حکم ج ۳ ص ۱۸۳؛ تاریخ کبیر بخاری ج ۷ ص ۷۲ میں ہے۔

فقلت يا رسول اللہ اخبرنی ما ذایسکیک انت و صاحبک فان وجدت بکاء بکیت وان لم اجد بکاء تباکت لبکائیما (مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۱ و ۳۳؛ صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۵۷)۔ عمر ابن خطاب نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اور ابو بکر رور ہے ہیں تو عمر ابن خطاب نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بتائے کہ آپ کیوں رور ہے ہیں اور آپ کا ساتھی بھی تو اگر مجھے رونا آئے گا تو میں بھی روؤں گا اور اگر رونا نہیں آئے گا تو آپ کے گریے کے ساتھ شریک ہونے کے لئے رونے کی صورت بناوں گا (رونایارونے کی صورت بنا سیرت نبی ہے اور سیرت صحابہ ہے)۔ ص ۱۶۳ خندق کی جگہ میں جب عمر ابن خطاب نے ضرار بن الخطاب الفہری کا پیچھا کیا تو وہ پلٹا اور عمر کی طرف نیزہ کھینچا اور پھر اس نے روک لیا اور کہا یہ میرا قابل شکر احسان ہے جو میں نے تجوہ پر قائم کیا ہے (شبل نعمنی نے بھی اس کا ذکر کرتی کتاب سیرۃ النبی میں کیا ہے)۔ ص ۱۷۶ رسول اللہ ﷺ نے خندق کی اڑائی کے وقت عصر کی نماز قضا کی اور عمر ابن خطاب نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کفار قریش کو گالیاں دیں۔ ص ۱۶۷ حضرت فاروق کوئتنی ہی مرتبہ غلبات کے درمیان اشتباہ واقع ہوا تھا ص ۱۷۲ حضرت فاروق کی تہذیب و تربیت میں کتنی ہی مرتبہ آنحضرت ﷺ سے غصہ و ناراضی کا ظہور ہوا جیسا کہ نسخہ توریت کے وقت ہوا تھا۔ ص ۱۷۶ ان عمر بن الخطاب اُنی النبی ﷺ بکتاب اصحابہ من بعض اہل الكتاب فقراؤہ علی النبی ﷺ غضب و قال : امتهو کون فیها یا این الخطاب والذی نفسی بیدہ لو اُن موسی (کان) حیاً ما وسعته إلا أن يتبعنی۔ سنن الدارمی ۱ / ۱۱۵؛ کنز العمال ۲ / ۳۵۳؛ الدر المنشور ۵ / ۱۲۸؛ أسد الغابة ۳ / ۱۲۲؛ مسند امام احمد ابن حنبل ج ۳ ص ۳۸۷؛ مجمع الزوائد الہیشمی ج ۱ ص ۱۷۲؛ فتح الباری ج ۱۳ ص ۳۳۸۔ ص ۱۷۶۔

حدثنا وکیع، عن علی بن مبارک، عن یحییٰ بن ابی سلمہ، عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال جاء عمر يوم الخندق فجعل یسب کفار قریش یقول یا رسول اللہ ما صلیت العصر حتی کادت الشمس ان تغیب فقال النبی ﷺ قانا والله ما صلیتها۔ اس حدیث کوئی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے جس کے روایہ یوں ہے وکیع، علی بن مبارک، یحییٰ بن ابی کثیر، ابی سلمہ، جابر ابی عبد اللہ الانصاری۔ وکیع بن الجراح : فن حدیث کے ارکان میں شارکے جاتے ہیں اور ابوحنیفہ کے خاص شاگرد تھے کثر مسائل میں ابی کی تقلید کرتے تھے۔ تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۱۳۰، میزان الاعتدال ج ۳۳۵ ص ۵۰۰ میں مذکور ہے کہ ۵۰۰ سے زائد حدیث میں انہوں نے غلطیاں کی ہیں یہ قول احمد بن حنبل کا ہے اخطا و کیع فی خمسمانہ حدیث۔ ابن محدث کہتے ہیں کہ ان سے کثر روایتیں میں غلطیاں کی ہیں۔ علی ابن عثمان کہتے ہیں احمد بن حنبل نے کہا کہ اس نے اہل صادق کے بارے میں جھوٹ کہا، اور یہ جھوٹ تھے من کذب باہل الصدق فهو الكذاب۔ ایسا ہی ابن عساکرنے تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۳۲۸ طبع دارکتب العلمیہ بیروت۔ المستفاد ابن السجرا بغدادی متوفی ۱۳۳۰ھ طبع دارکتب العلمیہ بیروت ج ۲ ص ۱۰۵ اور بحر الام فیمن تکلم فيه الامام احمد بمدح اولم ابوالحسن تالیف یوسف ابن المبرد ص ۱۶۸ طبع دارکتب العلمیہ بیروت میں ہے۔ وکیع اکثر حدیثوں میں اُن راویوں کا نام نہیں بتاتے تھے جن سے انہوں نے حدیث لی ہے جس سے سامنیں کو اشتباہ ہوتا تھا۔ سیرۃ انعام ص ۱۷۶ اعلامہ شبل نعمنی طبع مدینہ پیشگ کرائی۔ ۱۹۷۴ھ میں وفات پائی۔

علی بن مبارک : بخبر کذب، هو المهمت به۔ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۵۲ مسلسلہ ۵۹۱۶

یحییٰ بن ابی کثیر۔ قال ابن مبارک عن همام کما تحدث یحییٰ بن ابی کثیر بالغداۃ، ابن حبان: کان یدلس فکلما روی عن انس فقد دلس عنه، لم یسمع من انس ولا من صحابی قال أبو حاتم ول یدرک أحد من الصحابة إلا انس راه رؤیہ۔ تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی ج ۱۱ ص ۲۳۶۔ میزان الاعتدال الذہبی ج ۲ ص ۲۰۲ سلسلہ ۷۰۹ قال یحییٰ بن القطان : مسلات یحییٰ بن ابی کثیر شبه الریح، ذکرہ العقیلی فی کتابہ : ولهذا اور دته، فقال : ذکر بالتلذیس۔ یہ تھے اس حدیث کے راویان فیصلہ ناظرین کریں۔ (مراد)

بعث عمر و بعث الناس الی مدنیتهم او قصر هم فقاتلو هم فلم یلبثوا ان هزموا عمر و اصحابه فجاؤا یجبنونه و یجبنهم۔

مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۳۷؛ مجمع الروائد ج ۲ ص ۱۵۱؛ کنز العمال ج ۱ ص ۳۶۲ سلسلہ ۳۰۱۱۹؛ ابن عساکر ج ۳۲ ص ۹۳؛ طبری (عربی) ج ۲ ص ۳۰۰ (اردو) جلد اول ص ۳۵۹۔ رسول اللہ ﷺ خبر کروانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچ تو عمر کو بھیجا اور ان کے ساتھ لوگوں کو روانہ کیا اُن یہودیوں کے شہر یا قصیر کی طرف تو زیادہ دیر نہ گزی تھی کہ عمر اور ان کے اصحاب نکست کھا کر پسپا ہو کرو اپنے آئے اُن کے ساتھی اُن پر بزرگی کا الزام لگا رہے تھا اور وہ انساتھیوں پر بزرگی کا الزام لگا رہے تھا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور حضرت مرتضیؑ نے یہ ایک بلغ کلام فرمایا ہے۔ چونکہ یہاں مقصد جنگ میں (اپنے نقصان کی پرواہ کئے بغیر) گھس جانا تھا تو اُس کے ترک کو لفظ جبن (نامر دی) سے تعبیر کیا۔ ص ۱۷۸

معاویہ اور عمر ابن خطاب کی گفتگو۔ ص ۲۵۷

قال عمر انی اراک تقول ان صاحبک اولی الناس بها یعنی علیا قلت اجل والله انی لا قول ذلك فی سابقته و علمه و قرابته و صہره
 قال انه کما ذکرت ولكنہ کثیر الدعابة ، فعثمان قال والله لو فعلت لجعل بنی ابی معیط علی رقاب الناس یعلمون فیهم بمعصیۃ الله
 والله لو فعلت لفعل ولو فعل لفعلوا فوثب الناس الیه فقتلوه قلت طلحہ بن عبیدالله قال الا کیسیع هو ازہی من ذلک ما کان الله
 لیرینی اولیه امر امة محمد ﷺ و هو علی ما فیه من الزھوق قلت الزبیر بن العوام قال اذا ملاطم الناس فی الصاع والمد قلت سعد ابن
 ابی وقاری قال ليس بصاحب ذلك ذاک صاحب مقتبی یقاتل فیه قلت عبد الرحمن بن عوف قال نعم الرجل ذکرت ولكنہ
 ضعیف عن ذلك والله يا ابن عباس ما یصلح لهذا الامر الا القوى فی غیر عنف واللذین فی غیر ضعف الجواب فی غیر سرف
 الممسک فی غیر بخل - (ابن عباس نے کہا کہ: میں ایک دن عمر ابن خطاب کے ساتھ ہل رہا تھا اس دوران میں انھوں نے ایک لمبا سانس لیا کہ مجھے یہ
 گمان ہوا کہ بس اُن کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ تو میں نے کہا: سبحان اللہ! واللہ آپ کے اندر سے ایسی سانس نہیں نکلی ہے مگر کسی امر عظیم کے لئے۔ فرمایا: کیا کھوں
 اے ابن عباس میں نہیں سمجھ سکا ہوں کہ امیت محمد ﷺ کے لئے (خلافت کے لئے) کیا کروں۔ میں نے کہا: وہ کیسے؟۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ قادر ہیں اور
 ایک ثقہ مقام پر اس ذمہ داری کو رکھ دیں۔ عمر نے کہا کہ: میں خیال کرتا ہوں کہ تم اس معاملے میں اپنے صاحب کو اس کے لئے سب سے زیادہ مستحق سمجھتے ہو
 اس سے حضرت علیؓ کو مراد لے رہے تھے، میں نے کہا: ہاں والله! میں اُن کے سابقہ اعمال اور اُن کے علم اور اُن کی قربابت اور اُن کے داماد ہونے کی
 وجہ سے اُن ہی کے لئے کہہ رہا ہوں۔ فرمایا: کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے ذکر کیا، لیکن وہ زیادہ مزاح کرتے ہیں (مرا درظرافت)۔ میں نے کہا: عثمان موجود
 ہیں تو بولے کہ: واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو ابومعیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کر دے گا اور وہ لوگوں پر ٹوٹ پڑیں گے اور اُس کو
 قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا: طلحہ بن عبیدالله۔ تو فرمایا: کہ اکسیع یعنی غلط کاربکہ وہ اس بھی بڑا ہوا خود پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے کہ میں امت محمدی
 ﷺ کی تولیت اُس کے سپرد کر دوں اور وہ اپنی اُسی صفت خود پسندی پر ہو۔ میں نے کہا: زبیر بن العوام۔ تو کہا: اگر وہ ہوا تو ہمیشہ لوگوں کی چھوٹی چھوٹی
 باتوں (صاع اور مد) کے بارے میں لوگوں کو طمأنچے مارے گا اور امور مہمہ پر توجہ نہ دے گا میں نے کہا: سعد بن ابی وقاری تو کہا: وہ اس کا اہل نہیں وہ جنگی
 سواروں میں کا ایک شخص ہے، میں نے کہا: عبد الرحمن بن عوف۔ فرمایا: کہ بہت اچھا آدمی ہے جس کا تو نے ذکر کیا لیکن وہ اس ذمہ داری کے لئے ضعیف
 ہے۔ ص ۲۶۹ تا ۲۶۷ (ابن عساکر ج ۵ ص ۳۴۸؛ کنز العمال ج ۵ ص ۳۷ سلسلہ ۱۳۲۶۲؛ اور ج ۵ ص ۳۰ سلسلہ ۱۳۲۶۱؛ الفائق فی غریب

الحادیث محمود بن عمر الزمخشری متوفی ۵۳۸ھ/ص ۱۶۸؛ المنخول الغزالی ص ۵۲۰؛ تاریخ المدینۃ ابن شیہ النمیری ص ۳۸۰۔

ج ۲۷۳۔

مردی ہے حسین ابن علیؑ سے فرمایا کہ میں عمر ابن خطاب کے پاس پہنچا جب کہ وہ منبر پر تھے تو میں اُس منبر پر چڑھ گیا اور میں نے عمر سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اُترو، اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جاؤ تو عمر نے کہا میرے باپ کے پاس کوئی منبر نہیں تھا۔ اور انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بھالیا۔ میرے باٹھ میں کچھ کنکریاں تھیں میں ان کنکروں کو لوٹ پلٹ کرنے لگا۔ یہاں تک جب عمر اڑائے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے مکان پر لے گئے۔ پھر مجھ سے کہا: یہ کہنے کیلئے آپ کوکس نے سکھایا تو میں نے جواب دیا: وَاللَّهِ مَعْلُومٌ كَمْ نَهْيَنَ سَكَّهَا يَا آپ ہوتا آپ ہمارے پاس آیا کرتے۔ چنانچہ پھر ایک دن میں ان کے پاس گیا اور عمر ابن خطاب خلوت میں معاویہ کے ساتھ مشغول تھے اور دروازہ پر عبد اللہ ابن عمر تھے۔ میں لوٹ آیا۔ اس کے بعد پھر عمر مجھ سے ملتے کہا: میں نے آپ کوئی دیکھا۔ میں نے کہا: میں آیا تھا اور اُس دن آپ معاویہ کے ساتھ تھائی میں تھے میں لوٹ گیا۔ عمر نے کہا: ابن عمر سے زیادہ میرے نزدیک اجازت کے لئے آپ سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ ائمہ اُبیت فی رؤوسنا ما هدی اللہ و اُنتم۔ یا إنما أُبیت ما تری فی رؤوسنا اللہ ثم اُنتم۔ ہمارے سر پر جو بال ہیں اللہ نے آپ کے طفیل میں انھیں اُگایا ہے۔ (تاریخ بغداد خطیب ج اص ۱۵۲ باب الحسن والحسین؛ ابن عساکر ج ۱۳۶ ص ۱۷؛ تہذیب التہذیب حالات امام حسینؑ ج ۲ ص ۳۰۰؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی حالات الحسینؑ ج ۳ ص ۲۸۵؛ معرفۃ الثقات ج ۱ ص ۳۰۲؛ تہذیب الکمال المزدی ج ۲ ص ۲۰۳؛ کنز العمال ج ۳ ص ۲۵۵ سلسلہ ۲۲۲-۲۷۶؛ الرياض النصرۃ الحب الطبری ج ۲ ص ۳۲۱ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت۔) ص ۲۹۸

نبی ﷺ کی ازواج نے حج کے لئے عمر سے اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دینے سے انکار کیا۔ یہاں تک کہ جب اُن پر کافی دباؤ ڈالا گیا تو کہا اچھا مناسب انتظام ہونے پر آئندہ سال اجازت دوں گا۔ اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہرا ہوں۔ زینب بنت جحش نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے جب جنود اوداع کے وقت یہ سنا کہ يقول عام حجۃ الوداع انما هو هذه الحجۃ ثم الحصر آپ نے ہم ازواج سے فرمایا حج تمھارا ہے اب اس کے بعد ظہور حصر ہے یعنی بوریوں پر گھر میں بیٹھا رہنا۔ (اختلاف الحدیث امام شافعی ص ۵۱۳؛ منداد حج ۵ ص ۲۱۸؛ ابی داؤد ح ۱۳۸۸ ص ۳۸۸؛ عساکر ح ۱۳۶ ص ۲۰۸؛ باب حج الجبی ﷺ ح ۸ ص ۵۳؛ باب حج الجبی ﷺ ح ۸ ص ۲۰۸۔) الرياض النصرۃ الحب الطبری ج ۲ ص ۳۲۲ طبع ابن سعد حالات زینب حج ۸ ص ۵۳؛ باب حج الجبی ﷺ ح ۸ ص ۲۰۸۔ دارالکتب العلمیہ بیروت اور کئی کتابوں میں اس کا ذکر ہے۔) ص ۲۹۰۔

عمر ابن خطاب جب تک پچھے دو دھپریاں نہیں چھوڑ دیتا اُس وقت تک اُس کے لئے وظیفہ نہیں جاری کرتے تھے۔ اور خود اپنی اس غلطی پر نادم ہوئے اور کہا یا بُو سا

۱۔ کان فيه صلی اللہ علیہ وسلم دعاۃ. میزان الاعتدال و سیر اعلام النبیاء. حالات علی بن عاصم،! آنحضرتؐ کے مزاج میں ظرافت تھی! و ذکر له على للخلافة فقال لولا دعاۃ فیه۔ حضرت عمر کے سامنے حضرت علیؓ کا ذکر آیا کہ کیا علیؓ خلافت کے لائق نہیں ہیں انہوں نے کہا یہیک مگر اُن میں ظرافت نہ ہوتی۔ غریب الحدیث ح ۲ ص ۱۱۸ یعنی سب باتیں جو خلافت کے لئے ضروری ہیں اُن میں تھی مگر مزاج میں ظرافت کی وجہ سے خلافت کے سزاوار نہیں ہوئے اس لئے کہ اس سے رعب میں کی ہو جاتی۔ انجامیہ فی غریب الحدیث ابن الاشیر ح ۲۵، شرح نجیب البلاغہ، ابن ابی الحدید ح ۴۹، میں رکھا۔ لغات الحدیث حرف ”ذ“ علم وحدی الزمان ص ۳۷)

۲۔ ولم نعلم من أمهات المؤمنين امرأة خرجت إلى جماعة ولا جماعة في مسجد و أزواجه رسول الله أبكمانهن من رسول الله أولى بأداء الفرائض۔ اختلاف الحديث امام شافعی ص ۵۱۳، امام شافعی فرماتے ہیں کہ یاں بات کا ہم کو علم نہیں کہ امہات المؤمنین کہی نماز جمعہ یا کسی نماز جماعت میں شرکت کی ہے ادا فرائض کے لئے۔

ل عمر کے کس قدر بربادی ہے عمر کی مسلمانوں کے بچوں میں سے اُس نے کتنوں کو ہلاک کر دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۳۰۱ ذکر استخلاف عمر)۔ ص ۲۷۲
جب عمر ابن خطاب نے امام حسینؑ کو ایک ہزار درہم دئے اور ابن عمر کو پانچ سو تو عبد اللہ بن عمر نے احتجاج کہا کہ میں ایک طاقتو مرد تھا زمانہ رسولؐ میں۔
میں جب تکوار چلار ہاتھا اور اُس وقت حسنؑ اور حسینؑ بچے تھے مدینے کی گلیوں میں پھرتے تھے۔ ان دونوں کو آپ نے ایک ایک ہزار دے رہے ہیں اور مجھ کو
صرف پانچ سو۔ تو عمر نے کہا نعم اذہب فاتنی باب کایبهمما وام کامهمما۔ ہاں! جامیرے پاس ایسا باب لے آ جیسے ان کا باپ ہے اور ایسی ماں
لے آ، جوان دونوں کی ماں کی مانند ہو، ایسا نانا لے آ جو ان دونوں کاننانا ہے، ایسی نانی لاجوان دونوں کی نانی جیسی ہو، ایسا بچا جیسے ان کا بچا ہو، اور ایسا
ماموں لا جیسے ان کا ماموں ہو (الریاض النصرۃ الحب الطبری ج ۲ ص ۳۲۰ طبع دار الكتب العلمیہ بیروت)۔ ص ۲۹۲

روایت کیا عمر سے کہ مجھے نبی ﷺ نے دیکھا میں کھڑا ہو کر پیشab کر رہا ہوں تو فرمایا: یا عمر لا تبل قائمًا۔ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشab نہ کر۔
(متدرک حاکم ج ۱۸۵ ص ۱۸۵؛ ابن ماجن ج ۱۲ ص ۱۱۲ باب البول؛ ترمذی ج ۱۰؛ کنز العمال ج ۹ ص ۵۰۹ سلسہ ۲۷۱۸۹)۔ ص ۳۱۶

ابو بکر، یسار بن نمير سے روایت کرتے ہیں: کان عمر اذا بال مسح ذکرہ بحائط او حجر ولم يمسه ماء (المصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۷،
کنز العمال ج ۹ ص ۵۱۸ سلسہ ۲۷۲۳۶) قلت اجمع علی ذلک علماء اهل السنۃ و ليس فيهمما حديث مرفوع وانما هو مذهب
عمر قیاساً علی الا ستتجاء من الحائط اطبق علی علی تقليد العلماء۔ عمر جب پیشab کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار یا پتھر سے صاف کرتے اور
پانی کو چھوٹے تک نہیں تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس پر (یعنی ڈھیلے سے استجواب پر) علماء اہل سنت نے اجماع کیا ہے اور اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع
نہیں ہے اور وہ صرف عمر کا نہ ہب ہے۔ دیوار سے استجواب کرنے پر قیاس کرتے ہوئے اُس کی تقليد پر علماء نے ڈھیلے سے مطابقت کی ہے۔ ص ۳۱۶
عمر ابن خطاب کے پاس زید بن ثابت کو اس الزام میں لا یا گیا کہ غسل جنابت کے سلسلے وہ اپنی رائے سے فتوے دے رہے ہیں۔ جب اُن سے سوال کیا تو
انہوں نے کہا ”میں نے اپنے چھاپ سے یہ سُنا جب کوئی شخص کسی عورت کے پاس جائے اور انزال کے بغیر اپنا عضواً ہر زکال لے تو غسل نہیں“۔ اس مسئلے کی
تحقیق کے لئے تمام انصار اور مہاجرین کو بلوایا گیا تو تمام نے کہا اس سلسلے میں غسل نہیں ہے۔ سوائے حضرت علیؓ کے اور معاذ صحابی کے انہوں نے کہا کہ
جب ختنہ کی جگہ سے ختنہ گذر جائے تو غسل واجب ہو گیا۔ اس پر عبید جندر اراضی ہوئے اور کہا کہ تم لوگ اصحاب بدر ہو اور باہم اتنا اختلاف۔ اس پر عمر نے بیٹھا
حضرت سے اس مسئلے کو پوچھا کہ رسول اللہ کیا سیرت تھی، انہوں نے کہا کہ اس بارے میں مجھے کچھ علم نہیں (المصنف ابن ابی شیبہ الكوفی ج ۱ ص ۱۱۱)
۔ ص ۳۱۸

عمر نے فرمایا: کہ جنپی (جنپے غسل جنابت کی ضرورت ہو) تیم نہیں کرے گا بل غسل جنابت کے اگرچہ مہینہ بھر تک پانی میسر نہ ہو۔ ص ۳۲۰
مالک نے روایت کیا کہ عمر نے اپنے موذن کو تعلیم کیا کہ: وہ یہ کہا کرے الصلواة خیرٌ من الدوم۔ یعنی نمازو نے سے بہتر ہے۔ ص ۳۲۸
شافعی کے قدیم قول میں ہے کہ عمر ابن خطاب نے نماز پڑھی اور اُس میں قراءت نہ کی پھر نماز ختم کرنے کے بعد انہوں نے لوگوں سے پوچھا: میرا کوئ اور
سجدے کیسے تھے تو لوگوں نے جواب دیا: اچھے تھے۔ تو عمر ابن خطاب نے کہا: پھر کوئی اندر نہیں۔ ص ۳۳۲

انس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر اور عمر اور عثمان قراءت کا افتتاح کرتے تھے الحمد للہ رب العالمین سے، ایک روایت میں ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحيم نہیں
پڑھا۔ شافعی نے بسم اللہ جہر سے پڑھنے کو ترجیح دی۔ ص ۳۳۵

شافعی، حسن سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور ابو بکر، اور عمر قوت پڑھا کرتے تھے نماز فجر میں رکوع کے بعد۔ ص ۳۲۱
عمر نے کہا: کہ دعا ٹھیک رہتی ہے آسمان وزمین کے درمیان جب تک تو نبی ﷺ پر درود نہ پڑھے۔ ص ۳۲۳

عمر نے فرمایا: کے صلواۃ سفر درکعت ہے۔ عمر جب سفر کرتے تو تین میل چلنے کے بعد نماز قصر کیا کرتے تھے۔ عمر نے کہا و نمازوں کو جمع کرنا گناہ ہے سفر یا غیر سفر۔ جب کے صحت کے ساتھ یہ ثابت ہے رسول اللہ ﷺ نے تبوک میں دو نمازوں کو جمع کیا۔ ص ۳۲۵

تراث اور عمر کا فرمانا کہ: یہ نعمت البدعة ہے۔ ص ۳۲۹

جنمازوں کی نمازوں میں تکبیرات کے بارے میں اصحاب میں کوئی پانچ کہتا تھا اور کوئی ۴ چار جب یا اختلاف عمر نے اپنے دور میں دیکھا تو سب کو جمع کیا اور کہا تم اصحاب رسول ہو جب تمہارے درمیان ہی میں اختلاف ہے تو تمہارے بعد آنے والوں کا کیا حال ہو گا تم لوگوں کو ایک چیز پر متفق ہونا چاہئے۔ ص ۳۵۸ ایک ابراً لودون میں عمر ابن خطاب نے روزہ افطار کر لیا اور سمجھے کہ شام ہو گئی پھر ایک شخص آیا اور کہا: سورج ظاہر ہو گیا ہے تو عمر نے کہا یسیر اجتہدنا۔ ہم نے اجتہاد کر لیا تھا۔ ص ۳۷۳

الشافعی عن حمید بن عبد الرحمن ان عمر و عثمان کانا يصلیان المغارب حين ينظران الى الليل البهيم ثم يفتران بعد الصلوأة و ذلك في رمضان (كتاب المسند امام الشافعی ص ۱۰۲؛ سنن کبری البیهقی ج ۲ ص ۲۳۸؛ کنز العمال ج ۸ ص ۲۱۲)۔

شافعی، حمید بن عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمر اور عثمان دونوں مغرب کی نمازوں وقت پڑھتے تھے جب دیکھ لیتے تھے تاریکی رات کی، پھر افطار کیا کرتے تھے بعد نماز کے اور یہ رمضان میں ہوتا تھا۔ ص ۳۷۲

عن سعید بن مسیب کان عمر يكتب الى امراء لا تكونوا من المسوفين لفطركم ولا تنتظروا الصلواتكم اشتباك النجوم۔ المصنف عبد الرزاق الصنائی ج ۲ ص ۲۲۵۔ سعید بن مسیب سے کہ عمر اپنے امراء کو لکھا کرتے تھے کہ افطار میں تاخیر کرنے والے نہ بنو اور نہ اپنی نماز کے لئے ستاروں کی جگہ گاہٹ کا انتظار کرو۔ ص ۳۷۳

عن ابی عمر والشیبانی بلغ عمر ان رجلاً يصوم الدهر فعلاه بالدرة (فتح الباری ج ۳ ص ۱۹۳؛ المصنف ابن ابی شيبة ج ۲ ص ۲۹۲)۔ عمر کو یہ اطلاع ملی کہ ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو انہوں نے اسے بلا کر درہ مارا۔ ص ۳۷۵ ابوبکر طاؤس سے روایت ہے کہ ابن عباس نے کہا تھا کیا ہے رسول ﷺ نے ابو بکر نے عمر نے اور عثمان نے اور سب سے پہلے جس شخص نے اُس سے روکا وہ معاویہ ہیں۔ (تمتع سے مراد کہ اول حج مفرد کا احرام باندھا۔ پھر عمر کے کوچھی اُس میں شامل کر لیا) ص ۳۸۱

احمد بن حنبل عن جابر بن عبد الله تمعتنا مع رسول اللہ ﷺ و مع ابی بکر فلماً ولی عمر ابن خطاب خطب الناس فقال ان القرآن هو القرآن و ان رسول اللہ هو الرسول کانتا متعantan على عهد رسول اللہ احدهما متعة الحج والآخر متعة النساء معناه ليستا بعده۔ (﴿وَأَنَا أَنْهَى عَنْهُمَا﴾)۔ کنز العمال ج ۲ ص ۵۲۱ سلسلہ ۳۵۷۲ تاریخ بغداد خطیب ج ۱ ص ۲۰۲؛ تاریخ ابن عساکر ج ۲۲ ص ۱۷؛ تہذیب الکمال المزدی ج ۳ ص ۲۱۲؛ تذکرة الحفاظ ذہبی حالات مکی بن ابراهیم ج ۱ ص ۳۶۶

احمد بن حنبل نے جابر بن عبد اللہ سے کہ ہم نے تمتع کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابو بکر کے ساتھ پھر جب عمر غایف ہوئے تو عمر ابن خطاب نے خطبہ دیا اور کہا کہ پیش قرآن (ہمیشہ کے لئے) وہی قرآن ہے اور اللہ کے رسول وہی رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو متعدد تھے ایک متعة حج اور دوسرا عروتوں سے متعہ کرنا یہ دونوں اب باقی نہیں رہے۔ (اصل کتاب میں ہے کہ میں ان کو دونوں کو منع کرتا ہوں۔ مراد)۔ ص ۳۸۲

عمر سے جب وہ مکہ میں تھے کسی نے آکر ان سے پوچھا: کس جگہ سے میں عمرہ کروں (میقات) تو عمر ابن خطاب نے اُس سے کہا کہ جا علیٰ ابن ابی طالب سے پوچھو وہ جب آیا اور حضرت علیؑ سے پوچھا تو آپ نے جواب دیا جہاں سے تو نے شروع کیا۔ پھر یہ اپس آکر حضرت علیؑ کا جواب عمر ابن خطاب کو سُنا یا تو

عمر نے کہا کہ اس جواب کے سوا میرے نزدیک کوئی اور جواب نہیں ہے (سنن داری ح اص ۲۲۱) ص ۳۸۳

جاء رجل الی عمر فقال ان لی ولیدہ وابنتها وانهما قد اعجبتانی افاطا هما قال آیۃ احلت و آیۃ حرمت۔ (المصنف ابن أبي شيبة الكوفی ح ۳ ص ۳۰۵) ایک شخص عمر کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میری ملک میں ایک جاریہ (کنیت) ہے اور اُس کی بیٹی ہے اور دونوں مجھے بہت پسند ہیں کیا میں دونوں سے جماعت کر سکتا ہوں؟ تو فرمایا ایک آیت (او ما ملکت) سے توصل ہو جاتی ہے اور ایک آیت (ان تجمعوا) سے حرام ہوتی ہے۔ ص ۲۱۰

شافعی طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو الصہباء نے ابن عباس سے سوال کیا کہ تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اور عبد حضرت ابو بکر میں بھی اور حضرت عمر کے ابتدائے امارت کے تین سال تک اسی پر عمل ہوتا رہا؟ ابن عباس نے کہا: ہاں۔

مسلم طاؤس سے اور وہ ابن عباس سے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کی خلافت کے دوسارے تک تین طلاق کو ایک قرار دیا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمر ابن خطاب نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کر دیا اس امر میں جس میں ان کو مہلت دی گئی تھی تو کیوں نہ ہم ان پر اُس کو جاری کر دیں (یعنی تین طلاق کو تین ہی قرار دیں) کتاب "المسند" ص ۱۹۲ دارالكتب العلمية بیروت الاما م شافعی متوفی ۲۰۲ھ؛ صحيح مسلم ج ۲ ص ۱۸۳؛ سنن ابو داؤد باب تفریغ ابواب الطلاق سلسلہ ۲۱۹۹ ج اول ص ۳۹۰؛ سنن النسائی کتاب الطلاق ج ۲ ص ۱۲۵؛ السنن الکبری ج ۷ ص ۳۳۶۔ ص ۳۱۷ تا ۳۲۱۔

قال عمر لو تقدمت فيها الرجمت يعني المتعة ابوبكر عن سعيد بن المسيب انه قال رحم الله عمر لو لا انه نهى عن المتعة صار الزنا جهارا (المصنف ابن أبي شيبة ح ۳ ص ۳۹۰؛ تاریخ المدینہ ابن شبة النمیری ح ۲ ص ۲۰)۔ ابو بکر، ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے فرمایا کہ اگر میرے سامنے یہ معاملہ آیا تو میں سنگار کر دوں گا۔ آپ کی مراد متعہ تھا۔ ابو بکر نے سعید بن المسيب سے کہ انہوں نے فرمایا: کہ عمر پر اللہ رحمت نازل کرے اگر وہ متعہ سے نرکتے تو حکم کھلا زنا ہونے لگتا۔ ص ۳۳۰

قابل اعتبار صرف بچپن ہی کی رضاعت ہے۔ عمر کا فیصلہ (سنن الکبری البیهقی ح ۷ ص ۳۶۱) ص ۳۳۹ دور عمر میں اُن کے عامل نے لکھا کہ: جو لوگ توریت پڑھتے ہیں سنپر کو عبادت کرتے ہیں اور قیامت پر ان کا ایمان نہیں اُن کے ذیحوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔ توجہ دیا کہ وہ لوگ اہل کتاب ہیں اُن کے ذیحے اہل کتاب کے ذیحے ہیں۔ قال مانصاری العرب باهل الكتاب ولا يحل لنا ذباائحهم و ما انا بتارکهم حتى یسلمو او اضرب اعناقهم (سنن الکبری البیهقی ح ۹ ص ۲۱۶) عرب کے نصاری (یعنی بنی تغلب) اہل کتاب نہیں ہیں اور ہمارے لئے اُن کے ذیحے حلال نہیں ہیں اور میں اُن کو چھوڑنے والا نہیں یا تو اسلام قبول کریں یا میں اُن کی گردن ماروں (کنز العمال ح ۶ ص ۲۶۷ سلسلہ ۷ ص ۱۵۲۳)۔

ولید بن عقبہ کے شراب کی علت پر کوڑے لگوائے گئے، حضرت علیؑ نے فرمایا: بنی ﷺ نے چالیس کوڑے لگوائے اور ابو بکر نے چالیس کوڑے لگوائے اور عمر نے اسی (۸۰) کوڑے اور مجھے سنت رسول ﷺ پسند ہے (یعنی چالیس کوڑے لگوانا) (صحیح مسلم ح ۵ ص ۱۲۶؛ سنن ابی داؤد ح ۲ ص ۳۵۹)۔ ص ۳۵۵

اس کے برعکس ابن عباس کا قول ہے کہ اگر عزم کو حرام نہ کرتے تو ایک بھی زنانہ کرتا۔ دوسری حدیث ہے: إِلَى شَفْقَى۔ (یعنی چند لوگ زنانہ کرتے اصل عبارت یوں ہے۔ عن ابن عباس قال ما كنت المتعة إلا رحمة رحم الله بها هذا الامة ولا نهى عمر ابن خطاب عنها مازنى إلا شفقى) تفسیر طبری جامع البيان ح ۵ ص ۱۹؛ شرح معانی المثار ح ۳ ص ۲۶۔ تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۱۳۰ سورۃ النساء۔ اور کنز العمال ج ۱۶ ص ۵۲۳ سلسلہ ۵۲۳، ۲۸، ۲۵، ۲۴، حضرت علیؑ کی طرف بھی اس روایت کو منسوب کیا گیا۔ (مراد)

عمرا بن خطاب نے فتاویٰ اور قضاۓ کے بارے میں عبد اللہ ابن مسعود کو یہ مشورہ دیا کہ وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّ فَارِّهَا (سنن دار می ج ۱ ص ۶۱) سییر اعلام النبلاع ج ۲ ص ۲۱۲ (جس کا بوجہ اُسی کے سر پر) یعنی فتویٰ اگر مشکل ہو تو پوچھنے والے ہی پر چھوڑ دو اپنے کو مصیبت مت ڈالو۔ ص ۵۲۶

اس کے راویوں میں زید ابن أبي انسیہ جس کے بارے میں میزان الاعتدال ج ۲ ص ۹۸ سلسلہ ۲۹۹۰ میں ہے کہ امام نسائی کہا لیس بہ بأس؛
 اور امام احمد نے لکھا کہ فی حدیثه بعض النکار ق مراد

جلد چھارم

عمر ابن خطاب نے کہا کہ ہمارے رومال ہمارے پاؤں کے تلوے ہوتے تھے جب ہم چکنی چیز کھاتے تو ان سے ہاتھ مل لیتے تھے۔ ص ۲۶ روایت کیا ہے ابن ابی شیر ویدیلی نے اپنی کتاب النفقی اور دوسرے حضرات نے اس کی تخریج کی مختصرًا الفاظ کے تغیر کے ساتھ اور یہ ہے کہ عمر کا ایک بیٹا تھا جسے ابو شحمة کہا جاتا تھا۔ وہ ایک دن ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے مجھ پر حد قائم کر دیجئے۔ آپ (عمر) نے کہا تو نے زنا کیا ہے؟ اُس نے کہا: ہاں اس سوال کا جب چار مرتبہ تکرار کیا۔ فرمایا کہ: اور کیا تو اس کے حرام ہونے سے واقف نہیں تھا؟ اُس نے کہا: کیوں نہیں میں جانتا تھا۔ تو عمر نے کہا: اے جماعت مسلمان اس پر حد جاری کرو۔ تو ابو شحمة نے کہا: اے جماعت مسلمان! جس نے میرے جیسا کام زمانہ جامیلیت میں یا اسلام میں کیا ہوہ مجھ پر حد نہ لگائے۔ یہ سُنْتَہ ہی حضرت علی ابن ابی طالب کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنے بیٹے حسن سے کہا تو انہوں نے دایاں ہاتھ پکڑا اور اپنے بیٹے حسین سے کہا تو انہوں نے اُس کا بایاں ہاتھ پکڑا اپھر اس کو سولہ کوڑے مارے تو بیہوش ہو گیا۔ (الریاض النصرۃ الحب الطبری ج ۲ ص ۳۵۷ طبع دار الكتب العلمیہ بیروت؛ اکمال الکمال ج ۵ ص ۱۳۲ ا بن ماکولامتنی ۵۷۴ھ، بتاریخ ترمیث الجزائری ص ۲۵۲ تا ۲۵۳؛ الاصابة ج ۷ ص ۸۷ اسلسلہ کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۵۲ سلسہ ۳۵۹۸۶؛ ا بن عساکر ج ۳۱۵ ص ۵۵)

عمر نے فرمایا کہ میں خطاب کے (اپنے باب کے) اونٹ چ رایا کرتا تھا اور وہ سخت اور تندری مزاج تھا جب میں اُن کا مام کرتا مجھے تکلیف دیتا تھا اور جب جام میں کی کرتا تھا تو مجھے مارتا اور اب ایسی صبح و شام گزر رہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس سے میں ڈرتا ہوں (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۶۶؛

کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۵۲ سلسہ ۳۵۹۸۶؛ ا بن عساکر ج ۳۱۵ ص ۵۵)

ایک ایسے بوڑھے سے روایت کرتے تھے جس کی ہنسیاں بڑھاپ کی وجہ سے نیچے جھکی ہوئی تھیں وہ خردے رہا تھا کہ اُس نے عمر سے ایک مسئلہ میں فتوی پوچھا تو عمر اُس کو حضرت علی کے پاس لے گئے۔ تو حضرت علی نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ تو عمر نے مسئلہ کا ذکر کیا۔ یہ سُنْ کر حضرت علی کہا: بجائے خود آنے کے آپ مجھے بلا لیتے۔ اس پر عمر نے کہا کہاانا حق یاتیانک۔ آپ پاس آنا ہی حق ہے۔ ص ۵۶

ایک عورت عمر ابن خطاب سے زیادہ مہر باندھنے پر بحث کرنے لگی اور اس عورت نے دلیل میں آیت قرآنی و انتیهم احادیث کا حوالہ دیا۔ جس کو سن کر عمر نے اعتراف کیا اور کہا: کل الناس اعلم من عمر حتی العجائز سب لوگ عمر سے زیادہ عالم ہیں یہاں تک کہ بوڑھی عورتیں بھی۔

(المصنف ابن ابی شیبۃ ج ۷ ص ۸۱؛ الدر المصور ج ۵ ص ۲۲۹)

عمر ابن خطاب کا حصہ زوج رسول سے یہ کہنا کہ لقد علمت ان رسول اللہ ﷺ لا یحبک ولو لا انا لطفک مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ تجوہ سے محبت نہیں کرتے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ تجوہ طلاق دیتے۔ (صحیح مسلم کتاب الطلاق ج ۲ ص ۱۸۸؛ صحیح ابن حبان باب معاشرة زوجین ج ۹ ص ۲۹۷ ص ۲۳۷)

شراب کے لئے عمر کا یہ کہنا کہ اے اللہ تو ہم پرواضح اور صریح حکم نازل کر۔ چنانچہ آیتیں نازل ہوئی رہیں اور عمر کا اصرار بڑھتا رہا۔ ص ۸۰

۱۔ مکمل واقعہ یوں نقل ہے کہ ایک دن حضرت عمر بہت سے آدمیوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھتے کہ ایک نوجوان عورت نے ایک بچہ لا کر حضرت عمر کے سامنے رکھا اور کہا کہ یہ آپ کا بچہ ہے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ میں تھوڑے کوئی پہچانتا تو وہ رونے لگی اور کہا کہ یہ آپ کے بیٹے ابو شحمة کا لڑکا ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا یہ حال سے ہے یا حرام ہے؟ تو اُس عورت نے جواب دیا میری جانب سے حلال ہے البتہ ابو شحمة کی جانب سے حرام ہے۔ اس پر حضرت عمر نے اس سے پوچھا یہ کیسے ہوا کچھ تلا اور اللہ کا خوف رکھ۔ تو اُس نے کہا میں ایک روز بی بی انچار کے باغ کے پاس سے گزر رہی تھی، ابو شحمة یہودیوں کی قربان گاہ سے شراب پیکر آرہے تھے مجھ کو دیکھا اور مجھ کھینچ کر باغ کی طرف لے گئے اور مطلب برآری کی میں اس کو پوشیدہ رکھا۔ اب آپ سے انصاف کی طالب ہوں۔ حضرت عمر کو سب کے سامنے شرمندگی ہو رہی تھی چنانچہ وہ ابو شحمة کو بلوایا اور اُس نے اقرار جرم کیا۔

عمران بن سواد للیش سے روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے عمر ابن خطاب سے کہا لوگ آپ سے چند باتوں کی وجہ سے معرض ہیں۔ تو عمر نے کہا بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں آپ نے حج کے مہینوں میں تمعن کو حرام کر دیا۔ ابو جعفر نے یہ جملہ بڑھادیا کہ حالانکہ وہ حلال ہے اور اُس کو رسول اللہ نے حرام نہیں کیا اور نہ ابو بکر نے۔ تو فرمایا: ہاں تم لوگ ادھر حج کے مہینوں میں عمر کرو گے تو تم اپنے حج کی طرف سے اس کو کافی سمجھ لو گے تو تمہارا حج ہو جائے گا تو مکہ پورے سال کے لئے خالی اس طرح رہے گا جیسے اتنے کا خوال (بیغیر زردی اور سفیدی کے)۔ اور حج ایک رونق ہے اللہ کی قائم کر دہ رونقوں میں اور میں نے جو کچھ کیا وہ ٹھیک کیا۔ دوسری بات اعتراض کی وہ یہ کہ آپ نے عورتوں کے متعد کو بھی حرام کر دیا۔ حالانکہ اللہ کی طرف یا ایک رخصت تھی ہم ایک مٹھی بھر کھوجوں سے اپنا کام چلا لیتے تھے۔ اور تین طلاق سے جدا ہوتے تھے۔ عمر نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے متعکو اُس کے زمانہ ضرورت میں حلال کر دیا تھا اور اب لوگ وسعت کی طرف لوٹ گئے (یعنی مالدار ہو گئے)۔ کسی عورت سے اب بھی مٹھی بھر کھوجوں کے لئے نکاح کر لے اور تین طلاق سے جدا ہو جائے۔ تیسرا بات یہ کہ آپ نے لوٹدی کو اگر پچھیدا ہوا اور اُس کے مالک کی مرضی کے بغیر آپ نے اسے آزاد کر دیا۔ فرمایا کہ میں نے حرمت کو حرمت سے ملا دیا۔ اور میں نے اس کا کوئی ارادہ نہیں کیا بجز خیر کے اور اگر یہ غلط ہے تو میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں گا۔ چوتھی بات یہ کہ لوگوں کو شکایت ہے آپ کی غصہ سے کام لیتے ہیں اور لوگوں کو حتیٰ سے جھوڑ کتے ہیں۔ (طبری ج ۲۹۵ ص ۲۹۵؛ شرح نجح البلاغۃ ابن الجدید ج ۱۲ ص ۱۲۱) ص ۲۳۶ تا ۲۳۷

جب عمر زخمی ہو گئے اور لوگوں نے اُن سے کہا یا امیر المؤمنین کسی کو خلیفہ بنادیجئے۔ قال اجد احدا احق بهذا الامر من هؤلاء النفر الرهط الذين توفى رسول الله و هو عنهم راض۔ تو فرمایا میں اس امر کے لئے اُن لوگوں سے یا اُس جماعت سے زیادہ مستحق کسی کو نہیں پاتا جن سے رسول اللہ ﷺ وفات تک خوش رہے۔ پھر نام اعلیٰ، عثمان، زیر، طلحہ، سعد ابن ابی وقار، عبد الرحمن بن عوف کا اور فرمایا کہ عبد اللہ ابن عمر تھمارے ساتھ موجود رہے گا لیکن امر خلافت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ ص ۷۸

پھر جب عمر ابن خطاب کو فون کر چکے تو اس جماعت کے اصحاب اکھٹے ہوئے۔ تو عبد الرحمن نے کہا اپنے امر کو اپنے میں سے تین کی طرف منتقل کر دو۔ زیر نے کہا میں اپنا امر اعلیٰ کی طرف منتقل کرتا ہوں اور طلحہ نے کہا میں اپنا امر عثمان کی طرف، اور سعد ابن ابی وقار نے کہا میں اپنا امر عبد الرحمن کی طرف۔ (تین امیدوار تین کو ایک دوٹ ملا۔ اب عبد الرحمن نے اپنا حق عثمان کی طرف کیا اور اس طرح عثمان کو سعد کا دوٹ ملا اور خود عبد الرحمن کا

شوری: (جب حضرت عمر نے اپنے بعد خلیفہ کے اختیاب کے لئے ایک کمیٹی ترتیب دی جسے اسلامی تاریخ شوری کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اس کمیٹی میں حضرت اعلیٰ، عثمان، طلحہ، زیر، سعد ابن ابی وقار اور عبد الرحمن بن عوف شامل تھے۔ اور خلیفہ کا اختیاب ان کے باہمی مشورہ پر چھوڑ دیا گیا تھا کہ وہ اپنے ریاست میں سے ایک خلیفہ منتخب کر لیں۔ یہ کمیٹی دیا گیا تھا کہ اگر ان میں سے پانچ افراد ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور چھٹا مخالف ہو تو اسے قتل کر دیا جائے۔ اگر چار افراد ایک پر متفق ہوں اور دو مخالف ہوں تو دو نوں کا سرکاث دیا جائے۔ اور اگر تین تین کے دو گروپ ہو جائیں تو جس طرف عبد الرحمن بن عوف ہوں اُس کی بات مانی جائے گی اور اگر دوسرے تین اس پر راضی نہ ہوں تو ان تینوں کو قتل کر دیا جائے گا۔ یہ واضح رہے کہ عبد الرحمن بن عوف عثمان کے بہنوئی تھے اور سعد ابن ابی وقار اور عبد الرحمن بن عوف ایک ہی یادگاری تھے اور ایک دوسرے کے این عم تھے۔ عرب کے قبائلی عصیبیت کو دیکھتے ہوئے یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ سعد ابن ابی وقار عبد الرحمن بن عوف کی خلافت کریں گے یا عبد الرحمن کو نظر انداز کر دیں گے۔ اس طرح عثمان کے قبیلے میں تین دوٹ پہلے ہی سے موجود تھے جن میں عبد الرحمن کا فیصلہ کرن دوٹ بھی تھا۔ اب رہے طلحہ، وہ ابو بکر کے خاندان بنی قیم سے تھے اور سوچیں بنی ساعدہ کے بعد بنی ہاشم اور بنی قیم میں سخت عدالت چلی آری تھی۔ مزید یہ کہ حضرت اعلیٰ نے جنگ بدر میں طلحہ کے پیچا عیسیٰ بن عثمان، اور طلحہ کے دو بھائیوں عثمان اور مالک کو قتل کیا تھا۔ لہذا طلحہ کے لئے حضرت اعلیٰ کی حمایت ناممکن تھی۔ اس لئے اس کمیٹی کی تکمیل کے بعد حضرت اعلیٰ نے اپنے چچا عباس سے کہدیا تھا کہ اس بار بھی یہ امر ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ بہر حال شوری کے طریقہ کار اور اس کے اثرات پر اس طرح غور کرنے کے بعد جو کچھ شوری میں ہوا اس پر توجہ نہیں ہونا چاہئے۔ ابتداء ہی میں طلحہ نے عثمان کی حمایت میں اپنا نام واپس لے لیا۔ تب زیر حضرت اعلیٰ کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ اور سعد ابن ابی وقار نے عبد الرحمن بن عوف کی حمایت میں دست برداری اختیار کی۔ عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ اگر مجھے خلیفہ بنانے کا اختیار دے دیا جائے تو میں بھی خلافت کی امیدواری سے دست کش ہو جاؤں گا۔ اس طرح اب مقابلہ حضرت اعلیٰ اور عثمان کے درمیان رہا (باتی اگلے صفحہ پر)۔-----

ووٹ۔ مراد۔ پھر عبد الرحمن نے حضرت علیؑ کا ہاتھ کپڑا اور کہا کہ آپؑ کو قرابت ہے رسول اللہ ﷺ سے اور اسلام میں جو خاص مقام ہے (والقدم فی السلام)۔ آپ وعرہ کریں کے اگر ”میں نے“ تم کو امیر بنایا تو تم ضرور عدل سے کام کرو گے اور اگر عثمان کو بنایا تو تم اُن کی سُنو گے اور اطاعت کرو گے۔ جب یہ کہہ چکے تو کہا عثمان ہاتھ اٹھاؤ۔ پھر ان سے بیعت کر لی (اس شوری کا واقعہ کئی کتابوں میں مختلف طریقوں سے ذکر ہوا ہے)۔ ص ۲۸۹۔ وارسل الی کل اُفق بمصحف مم نسخوا وامر بما سواه فی کل صحیفة او مصحف ان یحرق۔ صحیح بخاری (عربی) ج ۶ ص ۹۹ کتاب الفضائل القرآن باب جمع القرآن۔ عثمان نے خصہ سے قرآن جوان کے پاس تھامنگایا اور زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن

(سلسلہ پچھلے صحفے سے) ودون تک حضرت علیؑ نے اپنے حق کی اثبات کیلئے مسلسل دلائل دئے کہ سب کو لا جواب کر دیا۔ اور جو اصل منصوبہ تھا کہ عثمان کو خلافت میں جائے وہ ناکام ہوتا نظر آ رہا تھا۔ شب کے وقت عبد الرحمن بن عوف عمرو بن عاص کے پاس گئے اور صورت حال کی نزاکت بیان کی۔ عمرو بن عاص نے یہ مشورہ دیا کہ کل صحیح تم علیؑ کو اس شرط پر خلافت پیش کرو کہ وہ کتاب خدا، سنت رسول اور سیرت شیخین عمل کریں گے۔ لیکن علیؑ سیرت شیخین کو قبول نہیں کریں گے۔ اسوقت تم عثمان کے سامنے یہ شرطیں رکھنا اور وہ یقیناً قبول کر لیں گے تو تم اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لینا۔ عبد الرحمن بن عوف نے تشویش طاہر کی کا اگر علیؑ یہ شرطیں قبول کر لیں تو کیا ہوگا؟ عمرو بن عاص نے کہا علیؑ سیرت شیخین کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ تیرے دن یہی ہوا۔ حضرت علیؑ نے سیرت شیخین کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تب عثمان کے سامنے یہ شرطیں رکھی گئیں اور انہوں نے قبول کر لیا اور خلیفہ بنا دئے گئے۔ شرح نهج البلاغہ ابن ابی الحدید معتلزی ج ۱۹۲۔

ملا علی قاری جو اہلسنت کی معتبر ترین عالم ہیں اپنی کتاب شرح فقا کبر صحیح ۸۳ طبع محمد سعید کراچی لکھتے ہیں: قول عبد الرحمن بن عوف لکل منهمما او لیک علی ان تعامل بكتاب الله و سنته رسول الله ﷺ و سيرة الشیخین فابن علیؑ ان يقلد هما و رضى عثمان! یعنی عبد الرحمن بن عوف نے ان (حضرت علیؑ) سے پوچھا کہ کتاب اللہ اور سنت رسولؑ اکرم اور سیرت شیخین عمل کرو گے؟ تو حضرت علیؑ نے سیرت شیخین سے انکار کیا اور حضرت عثمان اس پر راضی ہو گئے۔ معتبر تواریخ جیسے طبری حصہ سوم کا اول ص ۲۸۳؛ تاریخ اخلاف اجال الدین سیوطی طبع نفس اکڈی ص ۱۵۸۔

یہ تھا وہ پکڑ جس کے نتیجہ میں ہر پھر کے خلافت کی تاں حضرت عثمان پر ٹوٹی تھی اور تکلیل شوری کا مقصود معاہدی یہی تھا جو پہلے سے طے شدہ اور حضرت عمر کے ذہن میں محفوظ تھا۔ چنانچہ مورخین لکھتے ہیں: عن حذیفة قال لعم بال موقف من الخليفة بعدك قال عثمان ابن عفان۔ موقف حجیؑ میں حذیفہؑ نے حضرت عمر سے پوچھا کہ: آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ تو حضرت عمر نے کہا: عثمان بن عفان۔ تاریخ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۱۸۸؛ الشقات ابن حبان ج ۵ ص ۲۷؛ کنز العمال ج ۳۶ ص ۲۵۹؛ ریاض النصرة حالات عثمان ج ۳ ص ۵۲۔

شوریؑ کے متعلق چند رائے ہیں:

Justice Amir Ali is critical of Omar's Shura that led to Osman's appointment (page 45, History of the Saracens). states: " In deviating, however from the example of his predecessor he made a mistake which paved the way to Omayyad intrigue "

جسٹس امیر علیؑ نے انگریزی تاریخ اسلام میں لکھا " خلافت کو شوریؑ کے حوالے کرنے میں خلیفہ دوم سے ایسی غلطی سرزد ہوئی جس نے بنی امیہ کی سازشوں کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ بنی امیہ سے عثمان خلیفہ ہوئے جن کا انتخاب اسلام میں تباہی کا باعث ہوا۔ علامہ ابن عبد ربہ اپنی کتاب عقدہ رید جلد ۲ ص ۲۰۳ میں لکھا ہے کہ اوفرد ابن حصین علیؑ معاویۃ فاقام عنده ما أقام ثم إن معاویۃ بعث إلیه لیلا فخلا به فقال له: يا بن حصین قد بلغنى أن عندك ذهنا و عقلا فأخبرني عن شئ أسالك عنه۔ قال: سئلني؛ عما بدارک۔ قال: أخبرني ما الذي شئت أمر المسلمين و فرق أهواهم و خالف بيهم قال: نعم قتل الناس عثمان۔ قال: ما صنعت شيئاً، قال فمسير عليؑ إليك و قتلها إلياك؛ قال ما صنعت شيئاً، قال ما عندي غير هذا يا أمير المؤمنين؛ قال: فأنا أخبرك إنه لم يشتت بين المسلمين ولا فرق أهواهم ولا خالف بيهم إلا الشورى التي جعلها عمر إلى ستة نفر: ابن حصين سے معاویۃ نے کہا: تو بڑا ذہن ہے یہ بتلاوہ کون سا امر تھا جو مسلمانوں میں انتشار اور اختلاف کا باعث ہوا؟۔ ابن حصین نے کہا: قتل عثمان، معاویۃ نے کہا: نہیں، ابن حصین نے کہا کہ علیؑ کا خلیفہ ہونا اور آپ سے جگ، معاویۃ نے کہا سنو! یہ سب شوریؑ کی وجہ سے ہوا جو عمر نے چھ آدمیوں کے درمیان قائم کیا۔ مراد)

العاص اور عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام کو تحریر کرنے کا حکم دیا۔ اور جب کہ حصہ کے بھیج ہوئے اوراقِ مصحف میں لکھ پکے تو عثمان نے ان اوراق کو حصہ کے پاس واپس کر دیا اور اطرافِ ملک میں ایک ایک قرآن جوان صاحبان نے لکھے تھے وانہ کر دیا اور حکم دیا کہ ان کے سوا جو قرآن کے اوراق کو مجموعہ اوراق موجود ہوئیں جلا دیا جائے۔ ص ۲۵۳ تا ۲۵۵۔

تبہرہ قرآن کے جمع کرنے پر:

(أن علي ابن أبي طالب كان جمعه لما قبض رسول الله وأتى به يحمله على جمل فقال هذا القرآن قد جمعته .تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۳۵ : دور خلافت ابو بکر میں حضرت علیؑ نے قرآن جمع کرنے کے بعد اوراق قرآن کو ایک اونٹ کی پیش پر کھا اور اسے لے کر مجذوبی کی طرف تشریف لائے۔ اُس وقت حضرت ابو بکر کے اطراف لوگ جمع تھے حضرت علیؑ نے ابو بکر کو مناطب ہو کر فرمایا: یہ قرآن ہے جس کو میں نے بعد وفات رسول اللہ ﷺ جمع کیا ہے۔ حضرت علیؑ کو یہ جواب ملا: لا حاجة لنا به عندنا مثله الاحتجاج الطبری جلد اول ص ۷۰۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہمارے پاس اس کی مثل موجود ہے۔ مراد) (قرآن کے لکھنے کی کمی کے افراد:

زید بن ثابت کے بارے میں اتنا لکھنا ہی کافی ہے کہ عبد اللہ ابن مسعود بزرگ صحابی رسول نے ان کے بارے میں یہ فرمایا: يقول لقد أخذت من في رسول الله عليه السلام سبعين سورة كان زيد بن ثابت لصبي من الصبيان . یعنی جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو ۷۰ سوروں کی تعلیم دے پکھ تھے اس وقت زید بن ثابت طفل تھے اور اطفال میں رہتے تھے۔ فتح الباری ج ۹ ص ۱۶، ابن عساکر ج ۳۳ ص ۱۳۹، بحوالہ مندرجہ ذیل ج ۱ ص ۲۸۷۔ انہوں نے خلافت چہارم کے وقت حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کی تھی۔

عبد الله ابن زبیر۔ جو تفقیل علیہ ایک ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور قرآن جمع کرتے وقت ان کا سن صرف ۳۰ سال یا اس سے بھی کم تھا۔ یہ بیعت علیؑ تو دور کی بات ہے یہ اُن لوگوں میں سے میں جو جنگِ جمل کی بنیاد ہیں۔

سعید بن عاص - ان کے ولادت بھی ایک ہجری کی ہے اور ان کے باپ کو حضرت علیؑ بدر میں قتل کر دیا تھا انہوں نے بھی بیعت علیؑ سے انکار کیا۔ عبد الرحمن بن الحارث۔ وقت وفات رسول اکرم ﷺ دیں بر س کے تھے یعنی ایک ہجری۔ ان کے باپ حارث طاغون سے مرنے کے بعد ان کی ماں سے عمرابن خطاب نے نکاح کر لیا تھا یہ عمرابن خطاب کے زیر پروش رہے۔ عثمان نے اپنی بیٹی مریم سے نکاح کر دیا تھا۔ یہ جنگِ جمل میں عبد اللہ ابن زبیر کے ساتھ ماتحت رہے۔ اُسد الغابة ج ۳ ص ۲۸۲ حالات عبد الرحمن بن حارث۔

یاد رہے کہ اس وقت حضرت علیؑ کے علاوہ مشحون مفسرین عبد اللہ ابن عباس، عبد اللہ ابن مسعود، ابی بن کعب، عمرابن یاسر، ابوذر، مقداد جیسے اکابر صحابہ موجود تھے۔ اب اس لکھے ہوئے قرآن کا کیا ہوا یہ بھی لاحظہ ہو جائے:

عن محرز بن ثابت مولی مسلمہ بن عبد الملک، عن أبيه قال : كنت في حرث الحجاج ابن يوسف ، فكتب الحجاج المصاحف ، ثم بعث بها إلى المأصار ، وبعث بمصحف إلى المدينة ، فكره ذلك آل عثمان ، فقيل لهم : أخرجوا مصحف عثمان ، يقرأ . فقالوا : أصيب المصحف يوم مقتل عثمان . ترجمہ: محرز ابن ثابت مولی مسلمہ بن عبد الملک نے اپنے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں جحاج بن یوسف کے پاس رہا کرتا تھا۔ جحاج ابن یوسف نے قرآن مجید جمع کر کے لکھا اور اس کو تمام شہروں میں پھیپھی دیا۔ اسی سلسلے میں ایک مصحف مدینہ بھی بھیجا گیا۔ عثمان کی اولاد نے جب اس قرآن کو دیکھا تو بہت تنگ دل ہوئے لوگوں نے اس کا احساس کرتے ہوئے آں عثمان سے کہا: حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن نکالو تاکہ پڑھا جائے۔ تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ: سخت افسوس تو اُسی کا ہے کہ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن تو اُسی دن فوت ہو گیا جس دن ان کا قتل ہوا۔ مذکور ہے تاریخ المدینہ عمر ابن شبة النمیری متوفی ۲۲۲ھ طبع دار الفکر ج ۱ ص ۷: تاریخ وفاء الوفا بالأخبار دار المصطفیٰ تالیف نور الدین علی بن احمد السمهودی المتوفی ۹۱۱ھ ص ۲۲۷ طبع دار احیاء التراث العربي۔ ان مصحف عثمان تعیب فلم مجد له خبراً بین الا شیاخ۔ تاریخ وفاء الوفا ج ۲ ص ۲۲۹۔ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن قطعاً ناگایب تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگوں میں اس کا نکوئی ذکر پاتے ہیں اور نہ تذکرہ۔ مراد) تبہرہ ختم

مناقب امیر المؤمنین و امام انجیلین اسد اللہ الغالب علی ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بکثرت ہیں۔ اور ان (رضی اللہ عنہ) کے مناقب میں سے جو اُن کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئے ایک یہ ہے کہ وہ جوف کعبہ میں پیدا ہوئے۔ بلاشبہ اخبار متواتر میں اس بارے میں کہ فاطمہ بنت اسد نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ کو جوف کعبہ میں جنم دیا۔ ص ۳۰۵ تا ۳۰۶

صحابہ اور تابعین میں سے بہت سے اس طرف گئے ہیں کہ بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سب سے پہلے مسلمان وہی ہیں۔ ۳۰۷ بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو رسول اللہ ﷺ کی بعض گھائیوں کی طرف نکل جاتے تھے اور ان کے ساتھ حضرت علیؓ ابن ابی طالب رہتے تھے۔ ص ۳۰۷

قال ابی طالبؓ اما انه لم یدعک الا الی خیر فالزمہ (سیرۃ ابن هشام ج ۱ ص ۲۲، سهل الہدی فی سیرۃ خیر العباد الصلاحی الشامی متوفی ۹۲۲ھ ج ۲ ص ۳۰۱) حضرت ابوطالبؓ نے حضرت علیؓ سے فرمایا خبر اد محمرؓ نے تھے دعوت نہیں دی مگر خیر کی طرف تو اس کو لازم رکھ۔ ص ۳۰۹

جب حضرت ابوطالب نے وفات پائی تو آنحضرت ﷺ نے تعزیت میں حضرت علیؓ کو تسلی دینے میں اور ان کے لئے دعائے خیر کرنے میں کمال درجہ شفقت فرمائی۔ ص ۳۰۹

بھارت سے پہلے آنحضرت ﷺ حضرت علیؓ کے ساتھ منتظر الخلافت کے مانند معاملہ کیا کرتے تھے جو کہ خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہیں۔ ص ۳۱۰ نسائی نے کتاب الحصالص میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ ابی طالب سے سوال کیا کہ: اے امیر المؤمنین اپنے چچا کے بیٹے کے آپ کیسے وارث ہوئے اپنے چچا کو چھوڑ کر؟۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی اولاد عبدالمطلب کو اور ان کے لئے ایک مکھانا تیار کرایا (یعنی تقریباً ایک سیر) سب لوگوں نے پیٹھ بھر کھایا اور کھانا بڑھ رہا تھا مگر ہاتھا بھی تھا، پھر آپؓ نے ایک پیالہ منگالیا تو سب نے اُس میں سے سیر ہو کر پیا اور اُس میں شربت باقی رہ گیا تھا۔ گویا کہ اُس کو چھیرا ہی نہیں گیا۔ پھر آپؓ نے فرمایا: اے اولاد عبدالمطلب! میں تمہاری طرف خاص طور اور تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اور تم نے دیکھ لیا اس امت میں سے جو کچھ تم نے دیکھا اور تم میں سے کون مجھ سے اس بات پر بیعت کرے گا کہ وہ میرا بھائی اور سا تھی اور وارث بنے تو کوئی بھی ان کی طرف نہ بڑھا۔ تو میں (حضرت علیؓ) ان کی طرف بڑھا اور حالانکہ میں ان میں سب سے چھوٹا تھا۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ: بیٹھ جاؤ، پھر آپؓ نے وہی بات ارشاد فرمائی، تین مرتبہ اور میں ہر مرتبہ اٹھتا ہا اور وہ (آنحضرتؓ) کہتے رہے بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ تیسرا مرتبہ آپؓ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پہ مارا۔ پھر علیؓ نے کہا کہ یہ ہے وہ بات جس سے میں اپنے چچا کے بیٹے کا وارث ہوا ہوں پچھا کو چھوڑ کر۔ ص ۳۱۰ تا ۳۱۱

نسائی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے کہا کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک ہم دونوں کعبہ کے اندر گئے تو رسول اللہ ﷺ میرے کاندھ پر چڑھ گئے اور ”میں ان کو اٹھائے ہوئے کھڑے ہوئے تھا“ (یہ جملہ راوی کے طرف سے ہے) پھر جب رسول اللہ نے میری کمزوری دیکھی، کہا بیٹھ جاؤ تو بیٹھ گیا تو نبی ﷺ اور میرے سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میرے کاندھوں پر چڑھ جاؤ اور مجھ کو لیکر کھڑے ہو گئے تو علیؒ السلام، شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے) کہتے ہیں فقال علیؒ علیؒ السلام انه ليخیل الى انی لوشت لنلت افق السماء۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۸۲)

مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۲۷؛ سنن الکبری نسائی ج ۵ ص ۱۲۲ حضرت علیؓ نے فرمایا: میری یہ حالت تھی کہ مجھے محسوس ہو رہا تھا اگر میں چاہوں تو آسمان کے افق پر پہنچ جاؤ۔ تو علیؒ کعبہ پر چڑھے اور اُس پر ایک بت تھا پیتل یا تانے کا۔ تو میں نے اُس پر زور لگانا شروع کیا اور اُسے اکھاڑ دیا اور پھینک دیا پھر اُس کو توڑا جیسا کہ شیشہ کھڑے کھڑے کر دیا جائے۔ ص ۳۱۱

جب اصحاب کے درمیان مواختات واقع ہوئی، آنحضرت ﷺ نے حضرت مرضیٰ کو اپنا بھائی فرمایا اور ارشاد فرمایا انت اخی فی الدنیا والآخرة۔

ص ۳۱۲ تا ۳۱۳

ابو عمر نے عبید اللہ بن محمد بن ساک بن جعفر ہاشمی سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ اُحد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کا نکاح کیا حضرت علی ابن ابی طالب کے ساتھ اور وکان سنہا یوم تزوجها خمس عشرہ سنہ و خمسہ اشهر و نصفاً حضرت فاطمہؓ نکاح کے دن پندرہ سال اور ساڑھے پانچ ماہ کی تھیں اور حضرت علی اکیس سال پانچ ماہ۔ (غزوہ احمد ۳ بھری مکہ میں بعثت کے بعد ۱۳ سال اس طرح سیدہ عالم بعثت کے بعد ہی اس دنیا میں تشریف لے آئیں)۔ ص ۲۱۷ تا ۲۱۸

ابن ہشام نے کہ مجھ سے اہل علم نے روایت کی ہے کہ ابن ابی بخیح نے کہا کہ ایک ندا کرنے والے نے اُحد کے دن ندا کی لا سیف الا ذوالفقار ولا فتنی الا على الکرار۔ (ص ۳۲۲ پر اردو ترجمہ نے حضرت علی کا نام نکال دیا صرف لا سیف الا ذوالفقار۔ مگر عربی عبارت ص ۳۲۳، میں لا فتنی الا على الکرار موجود ہے)۔ ص ۲۲۲ تا ۲۲۳

عن علیؓ قال جاء النبي ﷺ أنس من قريش فقالوا يا محمدًا أنا جيرانك و حلفائك وان من عبيدهنا قد اتوك ليس لهم رغبة في الدين ولا رغبة في الفقه انما فروا من ضيائعننا واموالنا فاردوهم اليها فقال لا يبي بكر ما تقول فقال صدقوا انهم لجيرانك و حلفائك فتغير وجه النبي ﷺ ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انهم لجيرانك و حلفاءك فتغير وجه النبي ﷺ ثم قال يا معاشر قريش والله ليبعشن الله عليكم رجالاً منكم قد امتحن الله قلبه للاميان وليس برككم على الدين او يضر ببعضكم قال ابو بكر انا هو يا رسول الله ؟ قال لا، قال عمر انا هو يا رسول الله ؟ قال لا ولكن ذلك الذي يخصن النعل وقد كان اعطي عليا نعله يخصنها مسند احمد ج ۶ ص ۸؛ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۵۲؛ فتح الباري ج ۷ ص ۳۶۷، ابن عساکر ج ۲ ص ۱۱۰؛ طبری (عربی) ج ۲ ص ۱۳۰۔ روایت کیا نسائی اور حاکم نے اور الفاظ نسائی کے ہیں۔ مروی ہے علیؓ سے کہا: نبی ﷺ کے پاس قریش کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا: اے محمد ! ہم آپ کے پڑوںی ہیں اور آپ کے حلیف ہیں کچھ غلام آپ کے پاس آگئے ہیں اُن کو نہ دین میں رغبت ہے نہ سمجھ کی باتوں سے دچھی وہ تو صرف ہم سے بھاگے ہیں۔ آپ اُن کو ہماری طرف لوٹا دیجئے۔ تو آپؓ نے ابو بکر سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟۔ ابو بکر نے جواب دیا یہ لوگ حق کہہ رہے ہیں۔ یہ سُن کر نبی ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپؓ نے عمر ابن خطاب سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے بھی وہی کہا کہ یہ لوگ حق کہہ رہے ہیں یہ آپ کے پڑوںی ہیں اور حلیف ہیں۔ تو نبی ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپؓ نے فرمایا گروہ قریش! والله میں تم پر ایک ایسے شخص کو سمجھوں گا جس کے قلب کے ایمان کے بارے میں اللہ امتحان لے چکا اور وہ تم کو دین کے سلسلہ میں سزادے گا۔ اس پر ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔ پھر عمر نے پوچھا کیا وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ؟ فرمایا نہیں لیکن وہ جو ہے جو جوتا گا اُنھرہ ہے۔ آپؓ نے اپنا جوتا دیا تھا علیؓ کو جس کو وہ گاٹھرہ رہے تھے۔ (چند مشہور کتابوں کے حوالے یہ ہے: مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۳۳، ج ۵ ص ۸۲؛ مسنون ترمذی ج ۵ ص ۲۹۸؛ مسند درک الصحیحین ج ۲ ص ۱۳۸، ج ۳ ص ۱۲۳، ج ۲ ص ۲۹۸؛ مجموع الزوائد ج ۵ ص ۱۸۶، ج ۹ ص ۱۳۳؛ السنن الکبریٰ امام نسائی ج ۵ ص ۱۲۸؛ کنز العمال ج ۷ ص ۳۲۶؛ تاریخ بغداد خطیب ج ۱ ص ۱۳۳، ج ۸ ص ۷؛ اکمال الکمال ابن مأکول ج ۱ ص ۲۲۸؛ ابن عساکر تاریخ دمشق ج ۲ ص ۲۲۲)۔ ص ۲۲۵

سلمہ کہتے ہیں خیر میں جب حضرت علیؓ علم لے کر نکلے ہم بھی اُن کے پیچھے قدم بقدم چلے یہاں تک انہوں (علیؓ) نے اپنے علم کو قلعہ کے نیچے پھر کے ایک ٹیلے پر گاڑ دیا تو یہود نے اُن کو قلعہ کے اوپر سے جھانا کا اور انہوں نے (یہود) کہا کہ تم کون ہو؟۔ انہوں (علیؓ) نے کہا میں علی ابی طالب ہوں۔

یہ سن کر یہود کہنے لگے کہ تم ہے اُس چیز کی جو نازل ہوئی موسیٰ پر تم عالی مرتبہ ہو (او کما قال) ابن عساکر ج ۲۲ ص ۱۸۹ اور ۱۹۶ ص ۲۲۶

رجل من یہود فطرہ ترسہ من یہہ فتناول علی بابا کان عند الحصن فتنس به عن نفسه فلم یزل فی يده و هو يقاتل حتی فتح الله علی
یدیه ثم القاه من یہہ حين فرغ فل قدر رأیتني فی نفر سبعة انا منهم نجهد علی ان تقلب ذلك الباب فما نقدر (مسند احمد بن
حنبل ج ۲ ص ۸؛ مجمع الزوائد الھیشمی ج ۲ ص ۱۵۲؛ فتح الباری ابن حجر ج ۷ ص ۳۶۷؛ ابن عساکر ج ۲۲ ص ۱۱۰؛
طبری (عربی) ج ۲ ص ۳۰۱۔ ابو رافع کہتے ہیں: ایک یہودی نے علی پروار کیا تو آپ کے ہاتھ سے ڈھال گرگئی تو انہوں نے ایک دروازہ (مترجم
نے کیواڑ لکھا ہے) جو قاعداً تھا اسے اٹھایا اور اس کو ڈھال بنا لیا اور جب تک وہ جنگ کرتے رہے برابر ان کے ہاتھ میں رہا بھاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان
کے ہاتھ پر فتح کر دی۔ پھر انہوں نے اُس کو اپنے ہاتھ سے ڈال دیا جب کہ وہ فارغ ہو گئے تو واللہ میں نے دیکھا سات آدمیوں اور ان میں میں بھی تھا
ہم سب مل کر اس دروازہ کو پلٹنے کی کوشش کرتے رہے مگر قادر نہ ہوئے۔ ص ۷۳۶ تا ۳۲۸

قال لعلی انت منی وانا منک: صحيح البخاری كتاب الجهاد والسیرج ۳ ص ۱۲۸ امسند احمد ج ۱ ص ۱۰۸؛ شرح مسلم ج ۱
ص ۱۹۵؛ تفسیر القرطبی ج ۱۵ ص ۲۱۵؛ الدر المنشور ج ۲ ص ۷۵؛ تاریخ بغداد خطیب ج ۳ ص ۳۲۳؛ أسد الغابة ج ۳ ص

۲۰۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تو مجھ سے ہے اور میں مجھ سے ہوں۔ ص ۲۸۶

جب نجراں کے نصاریٰ کے ساتھ مبارکہ کارادہ کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت مرثیٰ اور حضرت فاطمہؓ ازہر اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو مبارکہ
کے لئے حاضر فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی ندع ابناء نا وابنا کم۔ اخ تو رسول اللہ ﷺ نے بلا یا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین (علیہما السلام)
اور کہا یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ص ۳۲۹

حدیث منزات افلا ترضیٰ یا علی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی۔ ص ۳۳۳
سورۃ براءۃ اور ابو بکر کی معزوی۔ ص ۳۳۳ تا ۳۳۶

اور جب آپؐ جمعۃ الوداع سے واپس ہوئے تو مقام غدری میں آپؐ نے خطبہ دیا جو حضرت علیؓ مرتضیٰ کے نضائل کے اٹھاڑ پر مشتمل تھا۔ حاکم اور ابو عمر وغیرہ مانے
روایت کیا اور یہ الفاظ حاکم کے ہیں مروی ہے زید بن ارقم سے کہ جب رسول اللہ ﷺ جمعۃ الوداع سے لوٹے اور غدریم میں اُترے تو آپؐ نے سیڑھیوں کے
بارے میں حکم دیا تو وہ صاف کر دی گئی۔ (یہاں مترجم مولا ناشتیاق احمد صاحب دیوبندی نے اپنی عصیت کا اٹھاڑ کیا ہے۔ اردو ترجمہ جو عربی متن سے
مختلف ہے پیش کریں گے۔ مراد)۔ اور فرمایا گویا میں بلا یا گیا ہوں اور میں نے دعوت قبول کی میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑوں گا جن میں سے ایک
دوسرے سے بڑی ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرے صحاب توم غور کرو گے تو وہ دونوں ہرگز جدا نہ ہو گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض پر وارد
ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل میر امجد ہے اور میں ہر مومن کا محبوب ہوں پھر آپؐ نے علیؓ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کپڑا اور فرمایا کہ میں جس کا محبوب ہوں
علیؓ بھی اُس کے محبوب ہے۔ یا اللہ آپؐ اس سے محبت کریں جو علیؓ سے محبت کرے اور اس سے عداوت کریں جو علیؓ سے عداوت کرے۔

(اب عربی متن اسی کتاب کے صفحہ ۳۲۰ پر ہے ملاحظہ کریں):

اخراج الحاکم وابو عمر وغیرہما و هذا الفظ حاکم عن زید بن ارقم لم ارجع رسول الله ﷺ من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم امر

بددرجات فقمن قال کانی قد دعیت فاجبت انى تركت فيكم الشقلین احد هما اکبر من الآخر كتاب الله تعالى وعترتی فانظروا

كيف تخلفوني فيهما فانهما لن يتفرقوا حتى يردا على الحوض ثم قال ان الله عزوجل مولاى وانا ولی کل مؤمن ثم اخذ بيد على

رضی اللہ عنہ فقال من كنت وليه فهذاوليہ۔ اللهم وال من والاہ و عاد من عاداہ۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی تحریف کی، الحکم کی مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۰۹ سے اصلی عبارت پیش کرتے ہیں):

عن زید بن ارقم لمارجع رسول اللہ ﷺ من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم امر بدوحات فقمن قال کانی قد دعیت فاجبۃ اني تركت فيکم الثقلین احد هما اکبر من الآخر کتاب اللہ تعالیٰ و عترتی فانظروا كيف تخلفوني فيهما فانهما لمن يتفرقوا حتى يردا على الحوض ثم قال ان اللہ عزوجل مولای وانا ولی کل موئن ثم اخذ بید علی رضی اللہ عنہ فقال من كنت مولاہ فهذاوليہ۔ اللہ وال من والاہ و عاد من عاداہ۔

آخر الحاکم عن احمد بن حنبل قال ماجاء لأحد من اصحاب رسول اللہ ﷺ من الفضائل ماجاء لعلی بن ابی طالب۔ ص ۲۳۲
سمعت احمد بن حنبل يقول: ما جاء لأحد من أصحاب رسول اللہ ﷺ عليه وسلم من الفضائل ما جاء لعلی بن ابی طالب : احمد بن حنبل کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہے کہ اصحاب رسول میں سے کسی کی فضیلت میں اتنی حدیثیں آنحضرت ﷺ سے وارثیں ہوئی ہیں جتنی حدیثیں علی ابن ابی طالب کے بارے میں موجود ہیں۔ مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۷۰ ، ابن عساکر ج ۲ ص ۲۲ ، الامامة والسياسة ابن قتبیۃ الدینوری ج ۱ ص ۹ دارالكتب العلمية بیروت۔

عن عمر بن الخطاب، قال : قال رسول اللہ ﷺ : ما اكتسب مكتسب مثل فضل علی، یهدی صاحبہ الی الہدی، ویرده عن الردی۔

عمرا بن خطاب کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کسی حاصل کرنے والے نے علی جتنی فضیلیں حاصل نہیں کیں۔ وہ اپنے ساتھی کی ہدایت کرتے ہیں اور ہلاکت سے اُستے چاتے ہیں۔ معجم الاوسط طبرانی ج ۵ ص ۹ - ریاض النصرة محب طبری طبع دارالكتب العلمية بیروت ج ۳ ص ۱۸۹۔

قال احمد بن حنبل و اسماعیل بن اسحاق القاضی: لم یرو فی فضائل أحد من الصحابة بـ الأسانید الحسان ما روی فی فضائل علی ابی طالب۔ احمد بن حنبل اور اسماعیل بن اسحاق قاضی نے کہا: کسی بھی صحابی کے فضائل عمدہ اسناد کے ساتھ اتنی روایتیں بیان نہیں کی گئیں جتنی روایتیں علی ابی طالب کے فضائل کے بارے میں موجود ہیں۔ تہذیب التہذیب ابن حجر ج ۵ ص ۱۰۷ دارالفکر بیروت؛ الاصابة ج ۳ ص ۲۶۲؛ الاستیعاب ج ۲ ص ۲۶۲)

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ ہم موضوع احادیث اور ایسی احادیث کے درج کرنے کے سے جن کا ضعف شدید ہے جونہ موید بنانے کے لئے کارآمد ہوں اور نہ شوہید بن سکیں اعراض کرتے ہیں اور جو حدیث صحت اور حسن کے مرتبہ میں ہے یا قابل برداشت ضعف رکھتی ہے اُسی کو ہم روایت کریں گے۔ لکھتے ہیں ”اب سنئے یہ حدیث متواتر میں سے ہے کہ تو میرے لئے اُس مرتبہ میں ہے جس مرتبہ میں ہارون تھے نسبت موسیٰ کے۔ یہ حدیث روایت کی گئی سعداً بن ابی وقار اور اسماء بن عیسیٰ اور علی بن ابی طالب اور عبد اللہ بن عباس وغیرہ ہم اور متواتر میں سے ہے : میں علیٰ سے ہوں اور علیٰ مجھ سے اے اللہ! اُس محبت کر جو اس سے محبت کر اور اس سے عداوت کر جو اس سے عداوت کرے۔ ص ۲۳۲ (اس کا فارسی اور عربی متن یوں ہے: ما از ایراد احادیث موضوعی و احادیث شدیدہ الضعف که بکار متابعت و شواهد نمی آید تحاشی داریم وانچہ در مرتبہ صحت و حسن است یا ضعیف متحمل دارد آن را روایت کنیم فمن المتواتر: انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ روی

ذلک عن سعد ابن ابی قواص واسماء بنت عمیس وعلی ابن ابی طالب وعبد اللہ ابن عباس وغيرهم ومن متواتر حدیث انا من علی وعلی منی اللہم وال من والہ و عاد من عادا۔ ص ۳۲۳

اور متواتر میں سے ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی انما یرد اللہ لیدھب .. الخ ۳۳:۳۳ - اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے اے گھر والو! تم سے آلوگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح ظاہر اور باطن) پاک و صاف رکھے تو رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن، اور حسینؑ کو بلا یا۔ یہ روایت کی گئی اس حدیث کی سعد، اور امام سلمہؓ اور اثالہؓ اور عبد اللہ بن جعفر، اور انس بن مالک نے۔ ص ۳۲۳ تا ۳۲۴۔

امر معاویہ بن ابی سفیان سعداً فقال ما منک ان تسب اباً تراب (صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲۰؛ فتح الباری ج ۷ ص ۶۰۔ معاویہ نے حکم دیا سعد ابن ابی وقاص کو اور کہا تم کو کیا بات مانع ہے اس سے کہ تم ابو تراب کی ندمت کرو۔ سعد نے کہا سمجھ لو کہ جب تک مجھ کو تین باتیں یاد رہیں گی جن کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں علیؑ کو ہرگز برانہ کہوں گا۔ بلاشبہ میں سے ایک بھی اگر میرے لئے ہوتیں تو وہ محظی سرخ اوٹوں سے زیادہ محظی ہوتیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنْجَوْنَ (علیؑ) سے فرمایا تھے کیا تم اس پر راضی نہیں ہے کہ تم میرے لئے اس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں ہارون نے تھے نسبت موسیٰ اور جب خیر میں علم دینے کا وقت آیا تو یہ فرمایا کل علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں اور جب یہ آیت نازل ہوئی تعالوا ندع ابنانا و ابناء کم تو رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن، اور حسینؑ کو بلا یا اور کہا یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ص ۳۲۴ تا ۳۲۵۔

حاکم نے اور نسانی نے عمر و بن میمون سے روایت کی ہے کہ علیؑ نے اپنی ذات کوختنی میں ڈالا یعنی شب ہجرت علیؑ نے نبی ﷺ کی چادر اوڑھی پھر آپ کی جگہ سو گئے : کان المشرکون یہ مون رسول اللہ ﷺ فجاء ابوبکر و علی نائم قال ابوبکر یہ حسب انه رسول اللہ ﷺ قال فقال یا نبی اللہ فقال له علی ان نبی اللہ قد انطلق نحو بیر میمون فادرکه قال فانطلق ابوبکر فدخل معه الغار۔ مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۳۳۔ ابن عباس نے کہا کہ مشرکین رسول اللہ پر ڈھیلے چھینک رہے تھے اور ابوبکر جب آئے اور دیکھا علیؑ کو جو سور ہے تھے یہ گمان کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ابوبکر نے کہا یا نبی اللہ تو علیؑ کہا نبی اللہ تو یہ میمون کی طرف جا چکے ہیں۔ پھر ابوبکر چلے گئے اور غار میں داخل ہو گئے۔ (وہ روایت کہ ہجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ ایک دوپہر کا بوبکر کے گھر گئے اور وہاں سے ابوبکر کو ساتھ لیا اور غار کے جانب روانہ ہوئے۔ اس روایت کی بنا پر دہو جاتی ہے۔ مراد) ص ۷ مدد رسول اللہ ﷺ ابواب المسجد غیر باب علی فکان یدخل المسجد جنبہ و هو طریقہ لیس له طریقہ مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۹ مجمع الزوائد الہیشمی ج ۹ ص؛ تاریخ کبیر بخاری ج ۱ ص ۳۰۸؛ فتح الباری ابن حجر ج ۷ ص ۱۳؛ اسد الغابة ج ۳ ص ۲۱۲

مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۲۵؛ مجمع الاوسط ج ۲ ص ۱۸۶؛ ابن عساکر ج ۲۲ ص ۱۳۸:

بند کردئے رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے دروازے سوائے علیؑ کے دروازے کے تو وہ بحالت جنابت مسجد میں داخل ہوتے تھے جب کہ اس راستے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ ص ۷ مدد ۳۲۸ تا ۳۲۷۔

ایک شخص شام والوں کے طرف سے آیا اور اس نے ابن عباس کے سامنے حضرت علیؑ کو گالی دی تو ابن عباس نے اس پر پھر مارا اور کہا اے دشمن خدا تو نے رسول اللہ کو ایذا دی اس کے لئے قرآن میں ہے ان الذین یوذون اللہ ۷:۳۳۔ یہ نک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کھا ہے۔ ص ۳۲۹

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور علیؑ عرب کے سردار ہیں۔ ص ۳۵۰

مردی ہے ابوذرؓ سے کہا کہ ہم منافقین کو نہیں پہچانتے تھے مگر اللہ اور اُس کے رسول کی تندیب سے اور نماز میں پیچھے رہ جانے سے اور بعض علیؑ سے ص ۱۵۰

روایت ہے جابر بن عبد اللہؓ سے کہتے ہیں کہ میں نے سن رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے تو جو علم کا دروازہ کرے اُس کو پہچاہئے کہ دروازے سے آئے۔ ص ۳۵۱

زید بن ارقمؓ سے مردی ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص یہ چاہتا ہو میری زندگی کی طرح زندگی گزارے اور میری موت کی طرح مرے اور جنت الخلد میں رہے جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا تو اُس کو پہچاہئے کہ اطاعت کرے علی ابن ابی طالب کی کیونکہ وہ تم کو سید ہے راستے سے نہ ہٹنے دے گا۔ اور گمراہی میں ہرگز داخل نہ کرے گا۔ ص ۳۵۱

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے کہ: اللہ نے تمام زمین والوں کی طرف دیکھا اور پھر دو آدمیوں برگزیدہ کیا ان دونوں میں سے ایک آپ کا باپ ہے اور دوسرا آپ کا شوہر۔ ص ۲۵۱

حدیث طیر۔ عن أنس بن مالک قال كنت اخدم رسول الله ﷺ فقدم لرسول الله ﷺ فرخ مشوى فقال اللهم ائنى باحب خلقك اليك يأكلى معى من هذا الطير، قال فقلت اجعله رجالا من الانصار فجاء علیؑ فاستاذن فقال انس ان رسول الله ﷺ على حاجة ثم جاء فقال رسول الله ﷺ افتح فدخل فقال رسول الله ﷺ ما حملك على ما صنعت فقلت يا رسول الله ﷺ سمعت دعاء ك فاحببت ان يكون رجالا من قومي فقال رسول الله ان الرجل قد يحب قومه - مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۳۰؛ ترمذی ج ۵ ص ۳۰۰؛ ابن عساکر ج ۲۵۱؛ معجم کبیر ج ۷ ص ۸۲؛ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۲۶ - انس بن مالک سے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا ایک مرتبہ آپؓ کی خدمت میں ایک بھنا ہوا پرندہ پیش کیا گیا۔ تو آپؓ نے دعا کی: یا اللہ! میرے پاس ایسے شخص کو پھیج دے جو تیری مخلوق میں سب سے زیادہ تجوہ کو محظوظ ہے تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ کو کھائے۔ انس کہتے ہیں کہ: میں نے اپنے دل میں کہا انصار میں سے کوئی شخص آجائے۔ پھر دیکھا کہ علیؑ تو میں نے باہر ہی باہر سے اُن سے کہدیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی کام میں مصروف ہیں۔ چنانچہ وہ چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر علیؑ تو میری گفتگو رسول اللہ ﷺ نے سُنی اور دروازہ کھوکھا۔ جب وہ (علیؑ) اندر آئے تو اپنی واپسی کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: تھوڑا کو اس فعل پر کس بات نے آمادہ کیا؟ تو میں نے جواب دیا: کہ جب میں نے آپؓ کی دعا سُنی تو میرے دل نے چاہا کہ ایسا شخص میری قوم میں کا ہوا۔ ص ۲۵۲ تا ۲۵۳

(عن عبد الله بن سعد زرارہ عن ابیه قال رسول الله ﷺ اوحى الى فى على ثلث انه سید المؤمنین (سید المسلمين)، وامام المتقين، وقائد الغر الممحجلین۔ الكامل ،عبدالله بن عدى متوفى ۱۴۵ھـ ج ۷ ص ۱۹۹ طبع دار الفکر بيروت: عبد اللہ بن سعد بن زرارہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر علیؑ کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی گئی یہ کہ وہ مؤمنین کے سردار ہیں، متقین کے پیشووا ہیں اور سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کو کھنپ کر لے چلنے والے ہیں) (یعنی صالحین کا رہبر)۔ ص ۲۵۳

عن ام سلمةؓ قالت والذی احلف به ان کان علی لا قرب الناس عهدا برسول الله ﷺ عدنا رسول الله ﷺ غداة و هو يقول جاء

إِنَّمَا حَدَّثَنَا الطِّيرُ فَلَهُ طَرِيقٌ كَثِيرٌ جَدَّاً قَدْ افْرَدَ تَهَا بِمَصْنِفٍ وَ مَجْمُوعَهَا يُوجَبُ أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ لَهُ أَصْلٌ وَ مَا حَدَّثَ مِنْ كَنْتَ مُولاً فَلَهُ طَرِيقٌ جَيِّدٌ وَ قَدْ افْرَدَ ذَلِكَ إِلَيْهِ أَيْضًا۔ امام ذہبی تذكرة الحفاظ حالت امام حاکم نیشاپوری میں لکھتے ہیں: حدیث الطیر بہت سندوں سے مردی ہے میں (یعنی ذہبی) نے ان سب کو ایک الگ کتاب میں جمع کیا ہے ان کے دیکھنے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اس حدیث کی کچھ نکھل ضرور ہے۔ رہی حدیث "من کنت مولاً فعلى مولاً" تو یہ بہت سی عمدہ سندوں سے مردی ہے۔ میں نے اس کے لئے بھی ایک علیحدہ کتاب لکھی۔ تذكرة الحفاظ ح ۳ طبقہ ۱۳ ص ۰۳۷ طبع اسلام پبلیشگر ہاؤں لاہور پاکستان۔ مراد)

علی جاء علی مرارا فقالت فاطمة [ؐ] کانک بعثته فی حاجة قالت فجاء بعد قالت ام سلمة فطننت ان له اليه حاجة فخرجننا من البيت فقعدنا عند الباب و كنت من ادنامہ الى الباب فاکب عليه رسول الله ﷺ و جعل يشاوره ويناجيه ثم قبض رسول الله ﷺ من يومه ذلك فكان على اقرب الناس عهدا - حضرت ام المؤمنین ام سلمة سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ تم ہے اُس ذات کی جس کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ترین علیٰ تھے آپ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیٰ تھے - جب ہم رسول اللہ ﷺ کی عیادت کے لئے گئے تو آپ گویہ فرماتے سننا: کیا علیٰ آگئے؟ کیا علیٰ آگئے؟ کئی مرتبہ تو حضرت فاطمة [ؐ] نے فرمایا: وہ آپ [ؐ] کے کسی کام سے گئے ہوئے ہیں - پھر ذرا دیر بعد جب علیٰ آگئے - ام سلمة نے کہا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپ [ؐ] کو علیٰ سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب باہر آگئے اور دروازہ کے پاس بیٹھ گئے اور میں نے نسبت دوسروں کے دروازہ سے زیادہ قریب تھی تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ علیٰ کی طرف بھکے ہوئے سرگوشی کر رہے تھے اور ان سے کچھ بات کر رہے تھے - پھر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا - چنانچہ آپ [ؐ] سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیٰ تھے - (مندادہ ج ۲۰۰ ص ۳۰۰؛ متدرب الحاکم ج ۳۹ ص ۱۳۹؛ المصنف ج ۷ ص ۳۹۳؛ منداری بعلی ج ۱۲ ص ۳۶۳؛ کنز العمال ج ۱۳۶ ص ۳۶۵۔ ۳۵۵ تا ۳۵۶)۔

قال رسول اللہ اما انت یا علی فختنی و ابو ولدی انت منی و انا منک - تاریخ بغداد خطیب ج ۹ ص ۲۲؛ تفسیر قرطبی ج ۱۳ ص ۲۰؛ مجمع الزوائد الہیشمی ج ۹ ص ۲۷۵؛ محمد بن اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے : یا علیٰ تو میر اداما دے اور میرے بیٹوں کا باپ ہے میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے - ص ۳۵۸

فقال رسول اللہ ﷺ ما انتجه ولکن اللہ انتجا - ترمذی ج ۵ ص ۳۰۳؛ معجم کبیر طبرانی ج ۲ ص ۱۸۶ - مروی ہے جابر ابن عبد اللہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم طائف میں علیٰ کو بلا یا اور ان سے سرگوشی کرتے رہے تو لوگوں نے کہا کہ واقعی آپ کی سرگوشی اپنے یچا کے بیٹے کے ساتھ طویل ہو گئی - تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے اُس سے سرگوشی کی - ص ۲۶۱

خرج ابو عمر عن رجل من همدان قال قال معاوية لضرار السدى يا ضرار صفت لى عليا قال اعفني يا امير المؤمنين قال لتصفنه قال اما اذ لا بد من وصفه فكان والله بعيد المدى شديد القوى يقول فصلا ويحكم عدلا يتفجر العلم من جوانبه و تنطف الحكمه من نواحه يستوحش من الدنيا وزهرتها و يأنس بالليل و وحشته و كان غزير العبرة طويل الفكرة يعجبه من الملابس ما فصر و من الطعام ما خشن و كان فيما كا حدنا يجيئنا أساناه و يعنيها اذا ستأنينا و نحن والله مع تقريره ايانا و قربه منا لا نكا و نكلمهه بيهه له يعظم اهل الدين و يقرب المساكين لا هطعم القوى في باطله ولا ييأس الضعيف من عده و اشاهد لقد رأيته في بعض مواقفه وقد ارجح الليل دولة و غارت نجومه قابضا على لحيته يململ تململ السليم يكى بکاء الحزين و يقول يا دنيا غرى غيري الى تعرضت ام الى تشوقت هيئات هيئات قد قد بايتک ثلثا لا رجعة فيها فعمرك قصير و خطرک حقير آه من قلة الزاد و بعد السفر و وحشة الطريق - فبگی معاوية وقال رحم اللہ ابا حسن کان والله كذلك - قال کیف حزنک علیہ یا ضرار؟ - قال حزن من ذبح واحدہا فی حجرها - روایت کیا ہے ابو عمر نے همدان کے ایک شخص سے کہا کہ معاویہ نے ضرار سدی سے کہا اے ضرار ہم سے علیٰ کی صفت بیان کر ضرار نے کہا اے امیر المؤمنین مجھے معاف رکھئے - معاویہ نے کہا تجھے کہنا ہی پڑے گا - ضرار نے کہا کہ اگر ان کے اوصاف بیان کے بغیر چارہ نہیں تو سئے: وہ اس قدر صفات والے شخص تھے کہ جن کی غائب پر رسائی دشوار ہے، سخت قتوں والے تھے - وہ فیصلہ کن بات کرتے تھے اور عدل کے ساتھ حکم کرتے تھے - ان کے اطراف سے علم کے

چشمے پھونٹنے تھے اور ان کے طرف سے حکمت پتھری تھی، دنیا اور اُس کی چمک سے وہ متھش (وہشت کھاتے تھے) ہوتے تھے۔ رات اور اور اُس کی وحشت سے مانوس ہوتے تھے، اور بہت آنسو بہانے والے تھے، تفکر (ذات و صفات حق) میں مستغرق رہنے والے تھے۔ ان کو ایسا لباس پسند تھا جو چھوٹا ہوا اور ایسا کھانا جو موٹا جھوٹا ہوا، ہم میں عام ساتھیوں کی طرح ہوتے تھے۔ جب ہم ان سے کچھ سوال کرتے تو ہم کو جواب دیتے تھے، اور جب ہم یہ چاہتے کہ وہ انتظار کریں ہمارا انتظار کرتے اور اللہ! باوجود اس کے کہ وہ ہم کو اپنے سے قریب تر کھتے اور ہم سے وہ قریب رہتے تھے ہماری بہت نہیں ہوتی تھی کہ ان سے (بے تکلفی سے) گفتگو کریں یہ ان کے رعب کی وجہ سے تھا۔ دینداروں کی تعلیم کرتے تھے اور غریبوں کو اپنے پاس بیٹھاتے تھے۔ طاقتو رجو حق سے ہٹا ہوا ہوتا تھا ان سے حمایت کی طمع نہ کر سکتا تھا اور ان کے انصاف سے کمزور مایوس نہیں ہوتا تھا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان کو ان کی بعض خاص جگہوں میں جب کہ رات کی تاریکی خوب چھا جاتی تھی اور ستارے چھپ جاتے تھے ایسی حالت میں خوب دیکھا ہے کہ اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے اس طرح یقین و تاب کھاتے تھے جس طرح مار گزیدہ (جسے سانپ نے کاٹا ہوا) کھاتا ہے اور اس طرح روئے تھے جس طرح گم زدہ روتے ہیں اور کہتے تھے: اے دنیا! جا کسی اور کو دھوکا دے تو میرا سامنا کرتی ہے یا مجھے اپنا شائق بناتی ہے، ہائے، ہائے، میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں جس میں رجعت نہیں ہے (تیرا حال تو یہ ہے) کہ تیری حیات تھوڑی اور تیرا مرتبہ تھیر، افسوس! کہ زادراہ کی کمی اور سفر کی درازی ہے اور راستہ وحشت بھرا ہے۔ یہ سن کر معاویہ روپڑا اور کہما: اللدرحمت نازل کرے ابو الحسن پر واللہ وہ ایسے ہے تھے۔ پھر معاویہ ضرار سے پوچھا: اے ضرار تجھ کو ان کے فراق کا کس درجہ غم ہے؟ ضرار نے جواب دیا: اُس عورت کے غم کے برابر جس کا واحد بچہ کو اُس کی گود میں ذبح کر دیا گیا ہو (ابن عساکر ج ۲۲ ص ۳۰؛ ریاض النضرۃ ج ۳ ص ۱۸)۔ ص ۳۶۶

لو لا على لهلک عمر۔ عمر کہا کرتے تھے کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا (ریاض النضرۃ ج ۳ ص ۱۸)۔ ص ۳۷۲

قال عمر اللهم لا تنزل بی شديدة الا و ابوالحسن الی جنبیج ب حضرت علی نے ایک قضیہ میں فیصلہ سنا یا تو عمر ابن خطاب نے کہا یا اللہ کوئی مشکل مجھ پر نہ ڈال مگر اُس وقت جب کہ ابو الحسن میرے پہلو میں ہوں۔ ص ۳۷۸

وعن حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی قال زکر عند النبی ﷺ قضاۓ قضی بہ علی فاعجب النبی ﷺ فقال الحمد لله الذى جعل فینا الحکمة اهل بیت۔ مروی ہے حمید بن عبد اللہ بن یزید مدنی سے کہا کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک مقدمہ کا ذکر کیا گیا جس کا فیصلہ علی نے کیا تھا تو نبی ﷺ نے اُس کو پسند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کاشکر ہے جس نے ہم میں یعنی اہل بیت میں حکمت رکھی۔ ص ۴۸۱

اور جب نماز عصر حضرت مرتضی سے فوت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو آفتاب لوٹ آیا: بعد از غروب آفتاب کا لوٹ آتا۔

(اس موقع پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے اپنی خاص سند تحریر فرمادی ہے) یہ حدیث پڑھی گئی ہمارے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی کے سامنے اور میں ان کے مکان پر ظاہر مدینہ مشرفہ میں ۱۲۳ھ میں سُن رہا تھا۔ کہا کہ مجھ کو خبر دی میرے والد شیخ ابراہیم بن الحسن کردی ثم المدنی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ امام صafi الدین احمد بن محمد مدنی نے روایت کرتے ہیں، شیخ الرملی سے وہ شیخ زین الدین زکریا یاسے وہ اعز الدین عبدالرحیم بن محمد الفرات سے وہ ابوالثنا محمد بن خلیفۃ الٹمی سے، وہ حافظ شرف الدین عبد المؤمن خلف الدینیاطلی سے وہ ابو الحسن علی بن الحسین بن المقری البغدادی سے وہ حافظ ابوالفضل محمد بن ناصر السلامی الحسنی سے آپ نے سماع کیا خطیب ابو طاہر محمد بن احمد بن محمد بن ابی الصقر ابخاری سے ۳۵۷ھ میں، آپ نے قراءت کی شیخ ابو البرکات احمد بن عبد الواحد بن افضل بن نظیف بن عبداللہ القراء کے سامنے مصر میں ۲۸۷ھ میں۔ انہوں نے روایت کی ابو محمد الحسن بن رشتنی العسکری سے کہا کہ ہم سے روایت کیا ابوالبشر محمد بن احمد بن حماد انصاری دولابی سے کہا مجھ سے روایت کیا اٹھن بن یونس نے کہا کہ ہم سے روایت کیا سوید بن سعید نے ان سے مطلب بن زیاد نے ان سے ابراہیم بن حبان نے ان سے عبداللہ بن الحسن نے اُن سے فاطمہ بن الحسین نے انہوں نے اسماء بنت عمیس سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

عَلِيٰ کا سر علیٰ کی گود میں تھا اور آپ پُر جو نازل ہو رہی تھی۔ توجب آپ ﷺ کو افادہ ہوا تو آپ نے پوچھا یا علیٰ لیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں تو آپ نے دعا کی اللهم انک تعلم انه کان فی حاجتک و حاجۃ رسولک فَرُدَّ علیه الشمسم فردہا علیہ فصلی و غابت الشمسم۔ کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ علیٰ تیرے کام میں اور تیرے رسول کے کام میں لگا ہوا تھا تو اُس کے لئے سورج کو لوٹا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُسے لوٹا دیا تو انہوں نے نماز پڑھی اور پھر سورج غروب ہو گیا۔ ص ۲۸۵ تا ۲۸۷

حافظ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب ”کشف اللبس فی حديث رد الشمسم“ میں کہا کہ ردش جو مجزہ ہے ہمارے نبی ﷺ کا وہ صحیح ہے، امام حافظ طحاوی وغیرہ نے اور حافظ ابو الفرج ابن الجوزی نے زیادتی کی ہے کہ اس کو تاب الموضعات میں داخل کر دیا۔ اُن کے شاگرد محدث ابو عبد اللہ بن محمد بن یوسف و مشقی صاحبی نے اپنی کتاب ”مزیل اللبس عن حديث رد الشمسم“ میں کہا ہے: جانا چاہئے کہ اس حدیث کی روایت طحاوی نے اپنی کتاب شرح مشکل الآثار“ میں اسماء بنت عمیس سے دو سنوں کے ساتھ روایت کی ہے اور ان کو نقل کیا ہے قاضی عیاض نے شفاعة میں اور حافظ بن سید الناس نے ”بشری اللیب“ میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب ”الزہر الباسم“ میں اور اُس کو صحیح کہا یا لائق ازدی نے اور حسن کہا ہے ابو زرعہ بن العراقی نے اور ہمارے شیخ حافظ جلال الدین سیوطی نے ”الدر المنتشرة فی الاحادیث المشتهرة“ میں اور کہا حافظ احمد بن صالح نے اب اس کے تسلیم میں کیا رکاوٹ ہے اہل علم کی راہ پر چلنے والے کے لئے مناسب نہیں ہے اسماء بنت عمیس کی حدیث سے تخلف کرنا کیونکہ یہ بہت بڑی علامت نبوت میں سے ہے۔ ص ۲۸۷ تا ۲۸۸

پھر طحاوی نے معارضہ کیا اس حدیث کا اُس حدیث سے جو مر فوعاً ابو ہریرہ سے مردی ہے الحدیث بما روی من طرق عن اسامة بن زید، عن عبد اللہ بن أبي لبید، عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب عن ابی هریرہ لم يحتبس الشمسم على احد الا ليوشع۔ کہ سوائے یوشع کے سورج کو کسی کے لئے نہیں روکا گیا اور جواب دیا کہ یہ بات ممکن ہے کہ یوشع کے ساتھ مخصوص ہواں روکا جانا گا بہب ہونے سے اور یہ لوٹا جانا ہے بعد غروب ہونے سے۔ ص ۲۸۹

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں: اور علیٰ کی حکمت اس سے (ردش) کہیں بڑھ کر ہے ہم اس کا احصاء اور احاطہ کر سکیں اور اس کا احصاء کیسے ممکن ہے جبکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیٰ اُس کا دروازہ ہے۔ ص ۲۸۹

ا۔ اس حدیث کا جائزہ لیا جائے تو سلسہ رواۃ میں پہلے راوی اسامة بن زید: ضعفہ احمد وغیرہ لسوہ حفظہ؛ نسائی: لیس بالقوی؛ ابن معین ضعیف۔ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۲۷ اسلام ۰۵۷
دوسرے عبد اللہ بن أبي لبید، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۸۵ سلسہ ۵۲۹ میں ہے العقیلی بخالف فی بعض حدیثہ: قال ابن عدی: أما فی الروایة فلا بأس به۔ تیسرا ہیں المطلب بن عبد اللہ بن حنطب: میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۲۸ سلسہ ۹۳۶ کثیر الحديث و لیس بحاجت بحدیثہ؛ آخرین ابو ہریرہ کو جن کے بارے میں ناقدین احادیث ابو ہریرہ کو غیر معترض قرار دیتے تھے چنانچہ میزان الاعتدال میں تحریر کرتے ہیں کہ عثمان مقصنم برّی ابو ہریرہ کو کاذب جانتے تھے۔ اور اعلام الاخیار کفوی میں اور میزان شعرانی (اردو) المعروف بہ مواہب رحمانی تالیف علام شیخ عبد الوہاب الشرافی ترجمہ مولانا محمد حیات طن ایضاً مسید کمپنی کراچی جلد اول ص ۵۷ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو مطیع بلنی نے امام عظیم ابو حنیفہ سے پوچھا ”اگر کسی امر میں آپ کی رائے ایک ہو اور ابو بکر کی کچھ ہو تو کیا آپ کی رائے کو چھوڑ کر ابو بکر کی رائے اختیار کریں گے؟“ ابو حنیفہ نے کہا: ”ضرو، علی ہذا القیس عمر، عثمان اور حضرت علیؑ کے مقام میں اپنی رائے ترک کر دوں گا۔“ پھر امام عظیم ابو حنیفہ نے فرمایا: ”سوائے انس بن مالک، ابو ہریرہ، اور سرہ بن جنڈب کے تمام صحابہ کے بالمقابل میں اپنی رائے کو ترک کر دوں گا۔“ الکتاب مسطور مصنف محمد حسین نیلوی طبع شعبہ شریرو شاعت مدرسہ ضیاء العلوم سرگودھا۔ صفحہ ۱۳۵ پر تحریر ہے کہ ”صرف ایک صحابی غیر معروف الفقہ والعدالہ یعنی حضرت ابو ہریرہ“ مراد۔ ص ۲۸۹

علی بن زاذان سے مروی ہے کہ علی نے ایک حدیث بیان کی تو ان کو ایک شخص نے جھٹلا یا۔ تو حضرت علی نے کہا کہ اگر میں سچا ہوں تو مجھ پر بدعا کرتا ہوں۔ تو اس پر راضی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ تو آپ نے اس پر بدعا کی وہ لوٹنے نہ پایا کہ اس کی بنیائی جاتی رہی۔ (کنز العمال ج ۱۳ ص ۷۰ سلسلہ ۳۶۵۱۳)۔ ص ۲۹۵

مروی ہے ابوذرؓ سے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے علی کا بلا نے بھیجا۔ میں ان کے گھر پہنچا اور ان کو پکارا تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ میں واپس ہو کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا: پھر جا کر پکارو، وہ گھر میں ہی موجود ہیں۔ ابوذرؓ نے کہا میں جا کر ان کو پکارا تو میں نے چکی پیسے جانے کی آواز سنی۔ پھر میں دیوار کے پر جھانا کا تود لکھتا کیا ہوں کہ چکی گھوم رہی ہے اور اس کے پاس کوئی موجود نہیں ہے۔ میں نے پھر ان کو آواز دی تو علیؑ میرے پاس شفاقتی کے ساتھ باہر آئے تو میں ان سے کہا: آپ کو رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ تو وہ آگئے۔ پھر میں برابر رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھتا ہا اور آپ مجھے دیکھتے رہے۔ پھر آپؓ نے فرمایا اے ابوذر! کیا بات ہے؟۔ میں نے کہا میں ایک عجیب حیرت میں ہوں۔ میں نے چکی کو دیکھا جعلی کے گھر میں آٹا پیس رہی ہے اور اس کو گھمانے والا کوئی نہیں تھا۔ تو آپؓ نے فرمایا: با ذر ان اللہ ملائکۃ سیاحین فی الأرض و قد و کلوا بمؤنة آل محمد ﷺ اُخر جین الملاع فی سیرة و آخر جمادی المناقب حدیث علی بن زاذان خاصة۔ اے ابوذر! اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں پھرتے ہیں اور وہ مقرر کردئے گئے ہیں کہ وہ آل محمدؐ کی امداد پر (الریاض النصرۃ الحب الطبری ج ۳ ص ۲۰۲ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت)۔ ص ۲۹۶ تا ۲۹۷

ثابت ہوا کہ قرآن جمع شدہ تھا اور سب کا سب آنحضرت ﷺ کی حیات میں محفوظ تھا۔ ص ۲۹۸

مروی ہے ابن عمر سے کہ یہود، ابو بکر کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ: ہم سے اپنے صاحب کی صفات بیان کرو۔ تو ابو بکر نے کہا: اے جماعت یہود میں ان کے ساتھ غار میں اس طرح رہا جیسے میری دونوں انگلیاں، اور میں ان کے ساتھ جبل حرّا پر چڑھا اس طرح کہ ہم ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے لیکن آپؓ کے اوصاف کو بیان کرنا ناممکن ہے ہاں البتہ علیؑ ابن ابی طالب موجود ہیں ان سے پوچھو۔ تو وہ لوگ علیؑ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے ابو الحسن ہم سے اپنے ابن عم کے اوصاف بیان کرو۔ تو آپؓ نے پہلے آنحضرت ﷺ کا حلبہ بیان کیا پھر آپؓ کے اوصاف بیان کئے۔ (ابن عساکر ج ۵۳ ص ۷۴)۔ ص ۲۹۸ تا ۲۹۹

جنید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ہمارے شیخ اصول اور بناء میں علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں اور خطبوں میں فصاحت اور بلاغت کی رسم اُن ہی کی لائی ہوئی ہے۔ خلفاء گذشتہ اُن میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔ پھر شیخین کے زمانہ میں مسائل دینیہ میں مشیر اور ندیہ رات ملکیہ میں وزیر وہی ہوتے تھے۔ اور انہوں نے (خلفاء گذشتہ) اُن کی (حضرت علیؑ کی) تعظیم اور توقیر میں دور دور پہنچ کر آپؓ کے مناقب اور فضائل کو واضح کر دیا۔ ص ۵۰۱ تا ۵۰۲

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ضغائن فی صدور اقوام لا یبدونها لک الا من بعدی۔ مجمع الزوائد الھیشمی ج ۹ ص ۱۱۸؛ معجم کبیر طبرانی ج ۱۱ ص ۶۱؛ مسند ابی یعلیٰ ج ۱ ص ۳۲؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۸۲؛ سلسلہ ۳۶۵۲۲۔ اے علی! لوگوں کے سینوں میں کہیے پھپے ہوئے ہیں وہ تم سے اظہار نہ کریں گے مگر میرے بعد۔ ص ۵۰۳

جب صفین میں اہل شام نے قرآن کو بلند کیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ قرآن ہے۔ تو حضرت مرتضی نے فرمایا قرآن تو خاموش ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں۔ ص ۵۰۶

جب خوارج نے اصرار کیا کہ قرآن کے سوا ہم کسی اور پربات نہیں کریں گے۔ حضرت علیؑ نے قاریان قرآن اور علماء قرآن کو جمع کیا اور ایک بڑا شاندار قرآن

مجید منگیا اور اُس کو اپنے سامنے رکھا، پھر اپنے ہاتھ سے اُس کے اوراق اٹلاتے ہوئے کہتے تھے: نے قرآن! لوگوں سے بات کر۔ جو قاریان اور علماء قرآن جمع ہوئے تھے کہنے لگے: اے امیر المؤمنین اس سے کیا پوچھتے ہویہ تو محض روشنائی ہے کاغذ پر۔ ص ۵۰۸